اخاء 1356 ھش

اکتوبر 1977ء

- ایڈیٹر -

حافظ مظفر احمد

مرکزی سالانہ اجتماع کے بارہ میں

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کے ارشادات

"یہ اجتماع نفس کی اصلاح کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے اور بہترین سبق ہے اس لئے احمدی نوجوانوں کو اس طرف پوری توجہ دینی چاہیئے"۔

"ہر جماعت کا کم از کم ایک نمائندہ خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع میں ضرور شامل ہونا چاہیئے اجتماع میں ہماری پوری کی پوری جماعت کی نمائندگی ہونی چاہیئے۔

(الفضل ۱۰ ستمبر ۱۹۷۲ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ

● "تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں"

——— (الہام حضرت مسیح موعود)

● "قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

——— (المصلح الموعود رض)

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

خالد

ربوہ

اخاء ۱۳۵۶ ہش

اکتوبر ۱۹۷۷ء

ایڈیٹر

حافظ مظفر احمد

نائبین

● بشارت احمد محمود ● ملک خالد محمود

● محمد الیاس منیر ● سید حسین احمد

● پبلشر: محمد شفیق قیصر ● پرنٹر: سید عبد الحی

● مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ

الفہرس

خالد ربوہ

"ایسے محبت عجب آثار نمایاں کردی"

"میں انصارِ مدینہ میں سب سے زیادہ مالدار ہوں، میرا نصف مال قبول فرمائیے، میری دو بیویاں ہیں۔ ان دونوں میں سے جو آپ کو پسند ہو، اس کا نام لیجئے، میں اسے طلاق دے دوں گا اور جب اس کی عدت پوری ہو جائے تو آپ اس سے شادی کر لیجئے!"

یہ تاریخی الفاظ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ انصاری نے اپنے اسلامی بھائی حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو فرمائے تھے —— یہ اس دور کی بات ہے جب مسلمان مکہ معظمہ سے مشیت الٰہی کے تحت ہجرت کر کے مدینۃ الرسول میں آ گئے تھے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ کی خاطر ہجرت کرنے والے ان مہاجرین کی حالت ناگفتہ بہ تھی —— ایک آہنی عزم کے ساتھ یہ عشاق کرام اپنا سب کچھ تیاگ کر چلے آئے تھے —— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے باسیوں کو انصار اور آنے والوں کو مہاجرین کے خطاب سے نوازا۔ اور انصار و مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اپنے مہاجر بھائی کے لئے ایثار کا جو اعلیٰ نمونہ دکھایا اس کا مظہر مندرجہ بالا فقرات ہیں اور یہ صرف حضرت سعد رضی اللہ عنہ ہی کی بات نہیں بلکہ ہر انصاری نے مودت و اخوت کی تابندہ مثال قائم کر دی اور محبت و ایثار کے ایسے بے نظیر نمونے یادگار چھوڑے —— ایسے ان مٹ نقوش صفحۂ عالم پر مرتسم کئے کہ جب تک دنیا قائم ہے تاریخ ان کو فخر اور احترام کے ساتھ دہراتی رہے گی۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ، حضرت حارث رضی اللہ عنہ اور حضرت سہیل رضی اللہ عنہ ایک جنگ میں زخمی ہوئے۔ وہ تینوں زخموں سے چور تھے اور شدتِ پیاس سے جان کنی کے عالم میں تھے کہ ایک شخص حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے لئے پانی لایا، آپ نے دیکھا کہ سہیل رضی اللہ عنہ حسرت بھری نگاہوں سے پانی کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ آپ کے جذبۂ ایثار نے یہ گوارا نہ کیا کہ آپ کا پیاسا بھائی دیکھتا رہے آپ نے حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا کہ پہلے ان کو پلاؤ۔ وہ شخص پانی لے کر جب حضرت سہیل رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو انہوں نے

دیکھا کہ اُن کے مسلمان بھائی حارث رضؓ کی نگاہیں پانی پر تھیں۔ آپ نے پانی لانے والے کو حارث رضؓ کی طرف بھیج دیا ـــــ اور جب پانی پلانے والا حارث رضؓ کے پاس پہنچا تو ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔ وہ لوٹتا ہوا واپس سہیل رضؓ کے پاس آیا مگر وہ تشنگی کے باعث جانِ عزیز جانِ آفریں کے سپرد کر چکے تھے۔ اور جب وہ شخص عکرمہ رضؓ کے پاس پہنچا تو وہ بھی "آبِ حیات" کے بجائے جامِ شہادت نوش فرما چکے تھے ـــــ کتنا شاندار اور حیرت انگیز ہے اخوت کا یہ مظاہرہ! ؎

"بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را"

رسول اللہ ﷺ کے پیارے چچا حضرت حمزہ رضؓ جنگِ اُحد میں شہید ہوئے۔ اُن کی بہن حضرت صفیہؓ نے اپنے صاحبزادہ حضرت زبیرؓ کو حمزہ رضؓ کے کفن کے لئے دو چادریں دیں۔ جب حمزہؓ کو کفن پہنایا جا رہا تھا تو حضرت زبیرؓ نے دیکھا کہ حضرت حمزہ رضؓ کے پہلو میں ایک انصاری کی لاش پڑی ہے۔ آپ نے اس بات کو گوارا نہ کیا کہ اپنے ماموں کو تو دو چادریں پہنائیں اور دوسرا مسلمان بھائی بے کفن پڑا رہے، چنانچہ آپ نے ایک چادر ان کے لئے دے دی۔ لیکن ایک چادر حضرت حمزہ رضؓ کے لئے کافی نہ تھی۔ سر ڈھانکتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے، پاؤں ڈھانکتے تو سر ننگا ہو جاتا۔ حضورؐ نے دیکھا تو فرمایا:۔

"چادر سے چہرہ ڈھانک دو اور پاؤں پر پتے ڈال دو"

اخوت کے ایسے نمونوں کے لئے آج دنیا کی آنکھیں ترستی ہیں ـــــ محبت اور اُلفت کے ایسے ہی کرشموں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"اے محبت عجب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم برہِ یار تو یکساں کردی"

کہ اے محبت تو نے عجیب رنگ دکھائے۔ تو نے یار کی راہ میں زخم اور مرہم برابر کر دیئے ـــــ

یہ کتنا عظیم الشان انقلاب تھا جو عرب کے اُن وحشیوں میں جو ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے پیدا کر دیا تھا ـــــ درصل یہ اُسی مقدس تعلیم کا نتیجہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے رسولِ اکرم ﷺ کے ذریعہ مسلمانوں کو ان الفاظ میں دی کہ :۔

"اور تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور پراگندہ مت ہو اور اللہ کا احسان جو اس نے تم پر کیا ہے یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اس نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کر دی تو

کے نتیجہ میں تم اس کے احسان سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے ایک گڑھے کے کنارے پر تھے مگر اُس نے تمہیں اس سے بچایا" (آلِ عمران : ۱۰۴)

"وہی (خدا) ہے جس نے تجھ کو مومنوں کے ذریعہ اور اپنی مدد کے ذریعہ مضبوط کیا اور ان کے دلوں کو آپس میں باندھ دیا۔ اگر تو جو کچھ بھی زمین میں ہے اُن پر خرچ کر دیتا تو بھی ان کے دلوں کو اس طرح باندھ نہیں سکتا تھا لیکن اللہ نے اُن میں باہمی محبت تامّ کر دی" (انفال : ۶۳، ۶۴)

اور فرمایا:——

"محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے خلاف بڑا جوش رکھتے ہیں لیکن آپس میں ایک دوسرے سے بہت ملاطفت کرنے والے ہیں" (الفتح : ۳۰)

"اور (انصار) مہاجرین سے محبت کرتے .... اور مہاجرین کو باوجود اس کے کہ وہ خود غریب تھے اپنے نفسوں پر ترجیح دیتے تھے۔" (حشر : ۱۰)

یہی وہ ایثار پیشہ اور محبت کرنے والے لوگ تھے جن سے خدا بھی راضی ہوا اور رسولؐ کی آنکھیں بھی ان سے ٹھنڈی ہوئیں —— یہ محبت ہی کا کرشمہ تھا جس نے صحرائے عرب کے ذرّوں کو "ستاروں کی مانند" کر دیا۔ اور وہ دنیا کے لئے ہدایت کا موجب بنے۔ —— حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:—

"ذرّہ را تو بیک جلوہ کنی چوں خورشید
اے بسا خاک کہ تو چوں مہ تاباں کردی"

کہ (اے محبت) تو ایک تجلّی سے ذرّہ کو سورج بنا دیتی ہے۔ اور بہت دفعہ ہماری ارض کی خاک کو تو نے چمکتا ہوا چاند بنا دیا ہے۔

مادیت کے اس دور میں جبکہ نفسا نفسی کا عالم ہے، نفرت کی وہ آندھیاں چلی ہیں کہ پیار کے چراغ گل ہوا چاہتے ہیں —— ہاں! اس پُر آشوب دور میں اسلام کی تعلیم اخوت پر عمل پیرا ہونے اور اسوۂ صحابہؓ کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اخوت و محبت کی بے نظیر تعلیم دی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ فرمائے گا:——

"این المتحابون بجلالی، الیوم اظلھم اللہ فی ظلی یوم لا ظل الا ظلی" (مسلم)

کہاں ہیں وہ لوگ، جو میرے جلال کی خاطر باہم محبت کیا کرتے تھے۔ آج میں انہیں اپنے سایہ میں جگہ دوں گا جبکہ آج میرے سائے کے سوا کوئی اور سایہ نہیں۔

آپؐ نے فرمایا۔ اللہ فرماتا ہے:———

"المتحابّون فی جلالی لھم منابر من نور یغبطھم النّبیّون والشّھداء" (ترمذی)

میرے جلال کی خاطر باہم محبت کرنے والوں کے لئے نُور کے منبر ہوں گے اور ان پر انبیاء و شہداء بھی رشک کریں گے۔

ادریس خولانیؓ بیان کرتے ہیں:———

"دمشق کی مسجد میں معاذ بن جبلؓ سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے کہا۔ "خدا کی قسم! میں آپ سے محض للہ محبت کرتا ہوں"۔ آپ نے فرمایا "کیا خدا کی خاطر؟" میں نے کہا۔ "خدا کی قسم خدا کی خاطر" انہوں نے میری چادر کو پکڑ کر کھینچا اور فرمانے لگے "تجھے بشارت ہو۔ میں نے رسول اللہؐ کو فرماتے سُنا ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ میری خاطر باہم محبت کرنے والوں، مل بیٹھنے والوں، ملاقات کرنے والوں، اور گفتگو کرنے والوں کے لئے میری محبت واجب ہو گئی" (موطا)

یہ ہے اسلامی اخوت کی وہ شاندار تعلیم اور نمونہ جو ہر سچے مسلمان کا شعار ہونا چاہیئے۔ خدا کرے کہ صحابہ رسولؐ کی باہمی اخوت و مودت کے قابلِ تقلید نمونے ہمارے لئے مشعلِ راہ ثابت ہوں، دنیا پھر امن و سکون کا سانس لے۔ اور انسان انسان سے محبت کرنا سیکھے اور نفرت کے طوفانوں کی بجائے محبت کی وہ ہوائیں چلیں جو پیار کے دیوں کی لو بڑھانے والی ہوں اور محبت و الفت کی ان مشعلوں سے دنیا بقعۂ نور بن جائے!

اے کاش! آج دنیا کے سارے مسلمان جو دینِ اسلام کے پیرو ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت و الفت رکھنے کا اعلان کرتے ہیں۔ شفقت و محبت و اخوت اور ایثار و رواداری کا وہ نمونہ پیش کریں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کا شیوہ تھا تا دنیا میں امن و سکون اور باہمی رواداری کا دور دورہ ہو اور امتِ مسلمہ شیر و شکر ہو کر ساری دنیا میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس و بابرکت تعلیم کا جیتا جاگتا نمونہ بن جائے۔ اور اس طرح دین و دنیا کی برکات کی وارث ہو! (آمین)

● —— رسالہ میں مضامین نہایت اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ماہنامے سے منسلک افراد کو اپنی جناب سے جزائے خیر عطا فرمائے! والسلام مع الاکرام

(محمدؐ زکریا ورک۔ کینیڈا)

● محترم ایڈیٹر صاحب! السلام علیکم۔ رسالہ خالد دن بدن ترقی کی منازل طے کرتا جا رہا ہے۔ اس کے مضامین واقعی عمدہ، دلچسپ اور معیاری ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارا رسالہ ترقی کی طرف رواں دواں رہے آمین!

آپ کا مخلص۔ (محمد اکرم عمر۔ اوچ شریف ضلع بہاولپور)

● "خالد" کا معیار ماشاءاللہ کافی عرصہ سے بہت اچھا ہو گیا ہے اور اب اسے پڑھنے کے لئے خواہ مخواہ طبیعت مچلتی رہتی ہے اور حقیقت پوچھیں تو انتظار بھی رہتا ہے کہ رسالہ "خالد" کب آئے گا۔ اس کے معلوماتی مضامین، میں سمجھتا ہوں ہر ایک کیلئے کشش کا باعث ہیں۔ میں اپنے تاثرات کا اظہار بہت پہلے کرتا لیکن سستی آڑے آئی۔ کل ماہ ستمبر کا شمارہ پڑھ کر اپنی کاہلی اور سستی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مناسب سمجھا کہ آپ کی خدمت میں اس کے اعلیٰ معیار کی طرف رواں دواں ہونے پر مبارکباد ضرور پیش کر دوں۔ والسلام!

(ملک رشید احمد ریحان ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام گورنمنٹ ہائی سکول محمد آباد اسٹیٹ ضلع تھرپارکر سندھ)

● میں رسالہ خالد کا کئی سال سے مطالعہ کر رہا ہوں اور مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوتی ہے کہ رسالے کا معیار دن بدن بڑھتا جا رہا ہے لیکن ابھی تک وہ معیار حاصل نہیں کر سکا جو اسے حاصل کرنا چاہیئے۔ رسالہ میں معلوماتی مضامین کے علاوہ نوجوانوں کے مزاج کو مدنظر رکھتے ہوئے اگر کچھ ہلکے پھلکے مضامین کچھ طنز و مزاح کا پہلو بھی شامل کر لیا کریں تو رسالہ کچھ اور پرکشش و دلکش ہو جائے گا۔

(شاہد محمود ملک۔ ۱۲۷/ج سبزہ زار۔ راولپنڈی)

مسلمانوں کے تیسرے خلیفہ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

نام و نسب

آپ کا نام عثمانؓ تھا۔ زمانہ جاہلیت میں آپ کی کنیت ابو عمرو تھی۔ جب آپ کی شادی رقیہؓ بنت رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تو ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے عبداللہ رکھا اور پھر اس نام سے اپنی کنیت رکھ لی اور مسلمانوں نے انھیں "ابو عبداللہ" کہہ کر پکارنا شروع کیا۔ والد کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے:-

عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی الاموی۔

والدہ کی طرف سے سلسلہ نسب یہ ہے:-

اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف۔

اس طرح حضرت عثمان غنیؓ کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے آپ کو "ذوالنورین" بھی کہا جاتا ہے کیونکہ حضرت رسول کریمؐ کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں۔

حضرت علیؓ سے آپ کے متعلق پوچھا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ وہ تو ایسے آدمی ہیں جن کو ملاءِ اعلیٰ پر بھی ذوالنورین کہا جاتا ہے[1]

حُلیہ

آپؓ نہ تو پستہ قد تھے نہ بلند و بالا۔ خوبصورت گداز جسم تھے۔ داڑھی بڑی اور گھنی تھی۔ رنگ گندم گوں تھا دونوں شانوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ سر پر گھنے بال تھے[2]

خاندان

حضرت عثمانؓ کا خاندان ایام جاہلیت میں

• جناب سید شمشاد احمد ناصر مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ •

[1] الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۴۵۵ [2] تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۴۹

غیر معمولی وقعت و اقتدار رکھتا تھا آپ کے جدِ اعلیٰ امیہ بن عبد شمس قریش کے رئیسوں میں سے تھے۔ بنو امیہ اسی امیہ بن عبد شمس کی طرف منسوب ہو کر "امویین" کے نام سے مشہور ہیں۔ جنگ کے بارے میں اسی خاندان کا نامور سردار حرب بن امیہ سپہ سالار اعظم کی حیثیت رکھتا تھا عقبہ بن معیط جو اپنے زور، اثر اور قوت کے لحاظ سے اسلام کا بہت بڑا دشمن تھا۔ اموی ہی تھا۔ اسی طرح ابوسفیان بن حرب جنہوں نے قبول اسلام سے پہلے غزوہ بدر کے بعد تمام غزوات میں رئیس قریش کی حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کیا تھا اسی اموی خاندان کے ایک رکن تھے۔

غرض حضرت عثمانؓ کا خاندان شرافت، ریاست، اور جنگ کے لحاظ سے عرب میں نہایت ممتاز تھا اور بنو ہاشم کے سوا کوئی دوسرا خاندان اس کا ہمسر نہ تھا۔

ابتدائی زندگی

حضرت عثمانؓ واقعہ فیل کے چھٹے سال پیدا ہوئے[1] یعنی ہجرت نبوی سے ۴۷ برس قبل۔ بچپن اور سن رشد کے حالات پردۂ اخفاء میں ہیں لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے عام اہل عرب کے خلاف اسی زمانہ میں لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تھا۔ عہد شباب کا آغاز ہوا تو تجارتی کاروبار میں مشغول ہو گئے اور اپنی صداقت، دیانت اور راستبازی کے باعث غیر معمولی فروغ حاصل کیا۔

قبولِ اسلام

یزید بن رومان سے مروی ہے کہ عثمان بن عفانؓ طلحہ بن عبید اللہ اور زبیر بن العوام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے حضورؐ کے پاس پہنچے۔ آپؐ نے ان پر اسلام پیش کیا اور انہیں قرآن پڑھ کر سنایا نیز حقوق اللہ سے آگاہ کیا تو یہ ایمان لے آئے اور آپؐ کی تصدیق کی۔

حضرت عثمانؓ نے کہا "یا رسول اللہ! میں حال ہی میں شام سے آیا ہوں۔ ہم لوگ "معان" اور "الزرقا" کے درمیان سو رہے تھے کہ ایک پکارنے والے نے ہمیں پکارا کہ اے سونے والو! جلدی جلدی ہوا کی طرح چلو کیونکہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مکہ میں آ گئے ہیں۔ یہاں آئے تو آپؐ کو سنا۔"[2]

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ایام جاہلیت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حضرت عثمانؓ سے تعلق تھا اور اکثر نہایت مخلصانہ صحبت رہتی تھی۔ ایک روز حسب معمول حضرت ابوبکرؓ کے پاس تشریف لائے۔ اسلام کے متعلق گفتگو ہوئی آپ حضرت ابوبکرؓ کی گفتگو سے اتنے متاثر ہوئے کہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؐ کو فرمایا:—

---

[1] الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۴۵۵

[2] طبقات ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۳۷

"یا عثمان اجب اللہ الی جنتہ فانی رسول اللہ الیک والی جمیع خلقہ"[۱]

اے عثمان! خدا کی جنت قبول کرو! میں تیری اور تمام خلق کی ہدایت کیلئے مبعوث ہوا ہوں۔

حضرت عثمانؓ کا بیان ہے کہ زبان نبوت کے ان صاف اور سادہ جملوں میں جانے کیا تاثیر بھری تھی کہ میں بے اختیار کلمۂ شہادت پڑھنے لگا اور دست مبارک میں ہاتھ دے کر حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔[۲] اس موقعہ پر یہ نکتہ بھی ذہن نشین رکھنا چاہیئے کہ حضرت عثمانؓ کا تعلق اموی خاندان سے تھا جو بنو ہاشم کا حریف تھا اور رسول اللہ کی کامیابی کو اس لئے خوف و حسد کی نگاہ سے دیکھتا تھا کہ اس طریقہ سے سیاست عرب کی باگ ڈور بنوامیہ کے ہاتھ سے نکل کر بنو ہاشم کے دست اقتدار میں چلی جائے گی یہی وجہ ہے کہ عقبہ بن معیط اور ابوسفیان وغیرہ اسلام کو دبانے میں نہایت سرگرمی سے پیش پیش تھے لیکن حضرت عثمانؓ کا آئینۂ دل خاندانی تعصب سے پاک تھا اس لئے اس قسم کی کوئی پیش بینی ان کے صفائے باطن کو مکدر نہ کر سکی۔

انھوں نے نہایت آزادی کے ساتھ اپنے خاندان کے خلاف اسی زمانہ میں حق کی آواز پر لبیک کہا۔

الغرض حضرت عثمانؓ کا اسلام قدیم تھا اور رسول اللہؐ کے دار الارقم میں داخل ہونے سے پہلے آپ اسلام لائے تھے۔[۳]

ہجرت حبشہ

مکہ میں اسلام کی روزافزوں ترقی دیکھ کر مشرکین مکہ اور کفار قریش کے غیظ و غضب کی آگ روز بروز زیادہ سے زیادہ مشتعل ہوتی جارہی تھی۔ حضرت عثمانؓ اپنی خاندانی عزت کے باوجود دوسرے لوگوں کے ظلم و ستم کا نشانہ بنے ہوئے تھے آپ کے چچا حکم بن ابی العاص نے آپ کو رسیوں سے باندھا اور گرفتار کرلیا اور دین محمدؐ کے چھوڑ دینے کیلئے سختی کی لیکن حضرت عثمانؓ نے اس کی پرواہ نہ کی اور دین حق پر ڈٹے رہے۔ الحکم نے اپنے دین میں آپ کی یہ شدت اور سختی دیکھ کر آپ کو آزاد کر دیا اور رسیاں کھول دیں۔[۴] جب اعزہ و اقارب نے سرد مہری شروع کی اور سختیاں حد سے بڑھ گئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اشارہ سے آپ نے مکہ سے ملک حبشہ کی طرف ہجرت اختیار کی۔ آپ کے ساتھ آپ کی بیوی حضرت رقیہؓ بنت رسولؐ بھی تھیں۔ آپ ملک حبشہ میں چند سال رہے اس کے بعد جب بعض اور صحابہؓ قریش کے اسلام کی غلط خبر پاکر وطن واپس لوٹے تو حضرت عثمانؓ بھی واپس تشریف لے آئے۔ لیکن یہ خبر جھوٹی پاکر بعض صحابہؓ تو واپس چلے گئے مگر حضرت عثمانؓ واپس نہ گئے۔

۱؎ الاصابہ جلد ۲ صہ ۲۲۱، ۲؎ تذکرہ حضرت عثمانؓ ۔ ۳؎ الاصابہ جلد ۲ صہ ۴۵۵ ۔ ۴؎ طبقات ابن سعد جلد ۳ جز اول صہ ۳۷

ہجرت مدینہ

اسی دوران مدینہ کی ہجرت کے سامان پیدا ہو گئے اور رسول اللہؐ نے اپنے تمام اصحاب و احباب کو ہجرت کا ایماء فرمایا تو حضرت عثمانؓ بھی اپنے اہل و عیال کے ساتھ مدینہ تشریف لے گئے اور حضرت اوس بن ثابتؓ کے ہاں مہمان ٹھہرے۔ بعد میں آنحضرتؐ نے اوسؓ اور عثمانؓ میں بھائی چارہ قائم فرمادیا۔[۱]

بئر رومہ کی خریداری

مدینہ میں آنے کے بعد مہاجرین کو پانی کی سخت تکلیف تھی۔ تمام شہر میں صرف بئر رومہ ایک کنواں تھا جس کا پانی پینے کے قابل تھا لیکن اس کا مالک ایک یہودی تھا اور اس نے اس کو ذریعہ معاش بنا رکھا تھا حضرت عثمانؓ نے اس مصیبت کو دور کرنے کے لئے اس کو خریدنا چاہا۔ چنانچہ یہودی نصف حصہ بیچنے پر راضی ہوا آپ نے بارہ ہزار درہم میں نصف حصہ خریدا۔ ایک دن آپ کی باری ہوتی تھی اور دوسرے دن یہودی کی۔

جس دن حضرت عثمانؓ کی باری ہوتی مسلمان دو دن کے لئے پانی جمع کر لیتے جب یہودی نے دیکھا کہ اب کوئی نفع نہیں ہوتا تو وہ بقیہ نصف بھی فروخت کرنے پر تیار ہو گیا۔ چنانچہ آپؓ نے آٹھ ہزار درہم میں خرید کر اسے عام مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔

مدینہ میں نیابت رسولؐ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ ذات الرقاع میں مدینہ میں حضرت عثمان غنیؓ کو اپنی غیر حاضری میں جانشین مقرر فرمایا۔ نیز غزوہ غطفان میں بھی جو نجد کے مقام ذی امر میں ہوا تھا رسول اللہؐ نے آپ کو اپنا نائب بنایا تھا۔[۲]

غزوات میں شرکت

ہجرت مدینہ کے بعد کفار قریش اور مشرکین مکہ ظلم و ستم ڈھانے سے باز نہ آئے تھے اور اب وہ تیر و تفنگ اور تیغ و سنان کی قوت سے اسلام کی بیخ کنی پر آمادہ ہوئے۔ حضرت عثمانؓ اگرچہ طبعاً سپاہیانہ صلاحیتیں نہ رکھتے تھے تاہم اسلام اور اپنے محبوب ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جاں نثاری اور فداکاری میں کسی سے پیچھے نہیں رہے۔ اسلام اور کفر کی سب سے پہلی جنگ غزوۂ بدر کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ حضرت عثمانؓ ایک اتفاقی حادثہ کی وجہ سے اس میں شریک نہ ہو سکے کیونکہ آپ کی بیوی حضرت رقیہؓ بیمار تھیں۔ آنحضرتؐ نے ان کی تیمارداری کے لئے آپ کو مدینہ میں ہی چھوڑ دیا تھا اور آپ نے فرمایا۔ تم کو شرکت کا اجر اور مال غنیمت کا حصہ دونوں ملیں گے فرمایا:۔

---

[۱] ابن سعد جلد ۳ صفحہ ۳۹

[۲] طبقات ابن سعد صفحہ ۳۹ جلد دوم جزو اول

"ان لك اجر رجل ممن
شهد بدراً وسهمه"[1]

حضرت رقیہؓ کی وفات انہی ایام میں ہوئی جس کا آپؓ کی طبیعت پر گہرا اثر تھا۔ آنحضرتؐ نے آپؓ کی دلداری فرمائی اور اپنی دوسری صاحبزادی حضرت امّ کلثومؓ سے ان کا نکاح کر دیا اور فرمایا کہ:-

"اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو
ایک ایک کر کے یکے بعد دیگرے عثمانؓ
کے عقد میں دے دیتا اور ان میں سے
کوئی باقی نہ رہتی۔"[2]

غزوہ احد میں بھی آپ شریک ہوئے غزوہ احد کے بعد ۴ھ میں غزوہ ذات الرقاع پیش آیا۔ آنحضرتؐ نے اس موقعہ پر آپ کو مدینہ میں اپنا قائمقام مقرر فرمایا۔ پھر بنو نضیر کی جلاوطنی ہوئی۔ ۵ھ میں غزوہ خندق پیش آیا۔ ان تمام مہمات میں آپ شریک ہوئے ۶ھ میں حضور علیہ السلام نے زیارت کعبہ کا قصد فرمایا لیکن مشرکین مکہ مانع ہوئے۔ چنانچہ حدیبیہ پر رکنا پڑا۔ آنحضرتؐ نے مصالحت کے خیال سے حضرت عثمانؓ کو سفیر بنا کر بھیجا۔

سفارت کی خدمت اور بیعت رضوان

جب آپ مکہ پہنچے تو کفار قریش نے روک لیا اور سخت نگرانی کی کہ آپ جانے نہ پائیں جب کچھ دن گزر گئے اور حضرت عثمانؓ کا حال معلوم نہ ہوا تو مسلمانوں کو سخت تردّد ہوا اسی حالت میں افواہ پھیل گئی کہ وہ شہید کر دیئے گئے۔ جب سرورِ کائناتؐ کو یہ خبر پہنچی تو آپؐ نے فرمایا:-

"لا نبرح حتی نناجز القوم"[3]
کہ ہم ہرگز یہاں سے بدلہ لئے بغیر
واپس نہ جائیں گے۔

اسی وقت حضور علیہ السلام نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا اسے "بیعت رضوان" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ بیعت ایک درخت کے نیچے لی گئی تھی اور آنحضرتؐ نے حضرت عثمانؓ کی طرف سے خود اپنے دستِ مبارک پر اپنا دوسرا ہاتھ رکھ کر بیعت لی۔ حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:-

"عثمانؓ خدا اور اس کے رسولؐ کے
کام گیا ہوا ہے"

حضرت انسؓ بن مالک بیان کرتے ہیں کہ آنحضورؐ نے بیعت کے لئے ان کی طرف سے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر رکھا اور عثمانؓ کی بجائے ان کے لئے حضورؐ کا ہاتھ رکھنا دوسرے لوگوں کا اپنے اپنے ہاتھ کی نسبت زیادہ بہتر اور بابرکت تھا۔[4]

چنانچہ آخر مشرکین مکہ نے مسلمانوں کے جوش سے خائف ہو کر مصالحت کر لی اور حضرت عثمانؓ کو

---

۱ بخاری کتاب المناقب مناقب عثمان۔ ۲ کنز العمال جلد ۶ ص ۳۷۹

۳ سیرت ابن ہشام جلد ۳ ص ۳۶۴ ، ۴ ترمذی

چھوڑ دیا۔ یہ روایت بھی ہے کہ حضرت عثمانؓ کو قریش کے با اثر لوگوں نے جو آپ کے عزیز تھے اجازت دی کہ آپ طواف کر لیں۔ مگر آپؓ نے اپنے آقا کے بغیر اکیلے طواف کرنا پسند نہ کیا۔

۷ھ میں معرکہ خیبر پیش آیا۔ ۸ھ میں مکہ فتح ہوا اسی سال ہوازن کی جنگ ہوئی جو غزوہ حنین کے نام سے مشہور ہے حضرت عثمانؓ ان تمام معرکوں میں شریک ہوئے۔

۹ھ میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ قیصر روم عرب پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے اس کا تدارک ضروری تھا لیکن یہ زمانہ بھی نہایت عسرت اور تنگی کا تھا۔ آنحضرتؐ نے صحابہؓ کو جنگی سامان کے لئے ترغیب دی اکثر صحابہؓ نے بڑی بڑی رقمیں پیش کیں۔ حضرت عثمانؓ ایک متمول تاجر تھے آپ نے ایک تہائی فوج کے جملہ اخراجات تنہا اپنے ذمہ لے لئے۔ ترمذی میں روایت ہے کہ جب آنحضورؐ جیش العسرہ کے لئے تحریک فرما رہے تھے حضرت عثمانؓ نے سو اونٹ مع سازوسامان پیش کئے۔ آپؐ نے دوبارہ تحریک فرمائی تو پھر حضرت عثمانؓ نے دو سو اونٹ مع سازوسامان کی پیشکش کی۔ حضورؐ نے تیسری بار تحریک فرمائی پھر حضرت عثمانؓ نے تین سو اونٹ مع سازوسامان پیش کر دیئے۔ اس کے بعد حضورؐ منبر سے نیچے اترے آپؐ فرما رہے تھے۔

"ما علی عثمان ما عمل بعد ھذہ"[1]

یعنی اب عثمانؓ جو چاہے کرے اس پر کوئی گرفت نہیں۔

اور بخاری مناقب عثمانؓ میں ہے:۔

"من جھز جیش العسرۃ
فلہ الجنۃ فجھزہ عثمان"

یعنی رسول اللہؐ نے فرمایا تھا کہ:۔

جو جیش عسرہ کے لئے سازوسامان مہیا کرے گا اس کے لئے جنت کی بشارت ہے۔

اور حضرت عثمانؓ کو اس کی توفیق ملی۔

۱۰ھ میں آنحضرتؐ نے آخری حج کیا۔ حضرت عثمانؓ آپؐ کے ساتھ تھے۔ الغرض حضرت عثمانؓ تمام غزوات میں آنحضرتؐ کے ساتھ شامل رہے اور ہر موقعہ پر اپنی جان اور اپنے مال سے آپؐ کی مدد فرمائی۔

اخلاق اور عادات

حضرت عثمانؓ فطرتاً عفیف، پارسا، دیانتدار اور راست باز تھے۔ حیا اور رحم دلی آپؓ کی خاص شان تھی ایام جاہلیت میں جبکہ عرب کا ہر بچہ مست شراب تھا اس وقت بھی آپؓ کی زبان بادہ گلگوں کے ذائقہ سے ناآشنا تھی۔ اور جس وقت کذب و افترا، فسق و فجور عالمگیر ہو چکا تھا۔ آپؓ کا دامن ان داغ سے آلودہ نہیں ہوا۔ پھر رسول اللہ کی صحبت نے ان اوصاف کو اور بھی چمکا دیا۔

---

[1] ترمذی مناقب عثمانؓ

خوفِ خدا

خوفِ خدا تمام محاسن کا سرچشمہ ہے جو دل خدا کی ہیبت و جلال سے لرزاں نہیں اس سے کسی نیکی کی امید نہیں ہو سکتی حضرت عثمانؓ اکثر خوفِ خدا سے آبدیدہ رہتے، موت کا، قبر اور آخرت کا خیال ہمیشہ دامنگیر رہتا سامنے سے جنازہ گزرتا تو کھڑے ہو جاتے اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکل آتے۔ مقبروں کے پاس سے گزرتے تو اس قدر روتے کہ داڑھی تر ہو جاتی۔ لوگ کہتے کہ جنت و دوزخ کے تذکروں سے تو آپ پر اس قدر رقت طاری نہیں ہوتی آخر مقبروں میں کیا خاص بات ہوتی ہے کہ انھیں دیکھ کر آپ بیقرار ہو جاتے ہیں۔ فرمایا۔ آنحضرتؐ کا ارشاد ہے:۔

"قبر آخرت کی سب سے پہلی منزل ہے اگر یہ معاملہ آسانی سے طے ہو گیا تو پھر تمام منزلیں آسان ہیں اور اگر اس میں دشواری پیش آئی تو پھر تمام مرحلے دشوار ہوں گے"۔[1]

حُبِّ رسولؐ

آپؓ کو آنحضرتؐ کی ذات مبارک سے اتنی محبت و شیفتگی تھی کہ اپنے محبوب آقاؐ کی فقیرانہ اور زاہدانہ زندگی دیکھ کر آپؓ بیقرار رہتے تھے۔ اور جب کبھی موقع ملتا آپؐ کی خدمت میں تحائف پیش کرتے ایک دفعہ آلِ رسولؐ نے چار دن فقر و فاقہ سے بسر کئے آپ کو معلوم ہوا تو آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور اسی وقت بہت سا سامانِ خورد و نوش اور تین سو درہم لاکر بطور نذر پیش کیا۔[2]

احترامِ رسولؐ

آنحضرتؐ کا ادب و احترام اس قدر ملحوظ تھا کہ جس ہاتھ سے آپؐ کے دستِ مبارک پر بیعت کی تھی پھر اس کو کبھی نجاست سے یا محلِ نجاست سے مس نہ ہونے دیا۔[3]

اتباعِ سُنّت

رسول کریمؐ کی ذات مبارک سے اس محبت و ارادت کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ اپنے ہر قول و فعل یہاں تک کہ حرکات و سکنات اور اتفاقی باتوں میں بھی محبوب آقاؐ کی اتباع کو پیش نظر رکھتے۔ ایک دفعہ وضو کرکے متبسم ہوئے۔ لوگوں نے اس بے موقعہ تبسم کی وجہ پوچھی تو فرمایا:۔

"میں نے رسول اللہؐ کو اسی طرح وضو کرکے بعد میں ہنستے دیکھا تھا۔"[4]

ایک دفعہ سامنے سے جنازہ گزرا تو کھڑے ہو گئے اور

---

[1] مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۵۷

[2] کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۷۶ ، [3] کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۷۶ [4] مسند احمد بن حنبل جلد ۱ صفحہ ۳۳

فرمایا کہ حضور علیہ السلام ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ غرض کوئی موقعہ ایسا ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے جس میں آپؓ اپنے پیارے آقا کی اتباع نہ کرتے ہوں۔

حیا

شرم و حیا حضرت عثمانؓ کا امتیازی وصف تھا آپ میں اس درجہ شرم و حیا تھی کہ خود آنحضرت صلعم بھی ان کی حیا کا پاس و لحاظ رکھتے۔ ایک دفعہ چند صحابہ کرامؓ کے ساتھ تھے رسول خداؐ بے تکلفی کے ساتھ تشریف فرما تھے زانوئے مبارک کا کچھ حصہ کھلا تھا۔ اس دوران میں حضرت عثمانؓ کے آنے کی اطلاع ملی تو سنبھل کر بیٹھ گئے اور کپڑا برابر کر لیا۔ لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے لئے اس اہتمام کی وجہ پوچھی تو فرمایا:۔

"عثمانؓ کی حیا سے فرشتے بھی شرماتے ہیں"[1]

آپؓ کی حیا کا یہ عالم تھا کہ تنہائی اور بند کمرے میں بھی کبھی برہنہ نہ ہوتے تھے۔

تواضع اور سادگی

تواضع اور سادگی کا یہ حال تھا کہ گھر میں بیسیوں غلام اور لونڈیاں موجود ہونے کے باوجود اپنا کام خود ہی کر لیتے رات کو تہجد کے لئے اٹھتے کسی کو بیدار نہ کرتے نہ ہی کسی کو جگاتے خود ہی وضو وغیرہ کر لیتے اگر کوئی درشت کلامی سے پیش آتا تو آپؓ ہمیشہ نرمی سے جواب دیتے۔

فیاضی

حضرت عثمانؓ عرب میں سب سے زیادہ دولتمند تھے اس کے ساتھ خدا تعالیٰ نے فیاض طبع بھی بنایا تھا آپؓ نے اپنی فیاضی اور مال و دولت سے اسلام کو اس وقت فائدہ پہنچایا جبکہ دوسرا کوئی آپ کا ہم پلہ نہ تھا مثلاً بئر رومہ کی خریداری، مسجد نبویؐ کی توسیع میں گراں قدر رقم خرچ کی۔ پھر غزوہ تبوک کے موقعہ پر ہزاروں روپے کے سامان سے مجاہدین کو آراستہ کیا۔

مذکورہ بالا فیاضیوں کے علاوہ روزانہ جود و کرم، صدقات و خیرات کا سلسلہ جاری رہتا۔ ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتے تھے۔ بیواؤں اور یتیموں کی خبرگیری کرتے تھے۔ مسلمانوں کی تنگی دیکھ کر سخت صدمہ محسوس کرتے۔ اعزہ و اقارب کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے اور اُن کی ضروریات کو بھی پورا فرماتے۔ دوسرے لوگوں کیساتھ بھی یہی سلوک تھا۔ ضرورت کے وقت لوگوں کو کثیر رقم قرض دیتے پھر واپس نہ لیتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت طلحہؓ نے ایک بڑی رقم قرض لی۔ چند دن کے بعد وہ واپس دینے آئے تو لینے سے انکار کر دیا اور فرمایا:۔

"یہ تمہاری مروت کا صلہ ہے"[2]

---

[1] بخاری مناقب عثمانؓ

[2] طبری

عبادت

دن کے وقت مہمات خلافت میں مصروف رہتے اور رات کا اکثر حصہ عبادت و ریاضت میں بسر فرماتے تھے۔ کبھی کبھی رات بھر جاگتے۔ ابن سعد کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ بعض اوقات رات کا اتنا قیام فرماتے کہ ایک ہی رکعت میں قرآن ختم کرتے :-

"ان عثمان کان یحیی اللیل
فیختم القرآن فی رکعۃ" [۱]

ان روایات سے نہ صرف آپ رضی کی عبادت و ریاضت کا پتہ چلتا ہے بلکہ قرآن کریم سے جو عشق حقیقی تھا اس کا بھی پتہ چلتا ہے۔ پھر دوسرے تیسرے دن عموماً روزہ رکھتے۔ کبھی کبھی مہینوں روزے رکھتے تھے۔ اور کھانا بہت کم کھاتے تھے۔ ہر سال حج کے لئے تشریف لے جاتے۔ خصوصاً ایام خلافت میں کوئی سال حج سے خالی نہیں گزرا البتہ جس سال شہید ہوئے اس سال محصور ہونے کے باعث ادائیگی حج کے لئے نہ جا سکے۔

حضرت عثمان رضی کا مرتبہ رسول اللہ صلعم کی نظر میں

(۱) ترمذی اور کنز العمال میں ہے کہ ایک دفعہ ایک جنازہ آیا۔ آنحضرت صلعم نے جنازہ پڑھنے سے انکار کیا۔ صحابہ رضی نے وجہ دریافت کی تو آپ صلعم نے فرمایا :-

"انہ کان یبغض عثمان
فابغضہ اللہ" [۲]
کہ یہ شخص عثمان رضی سے بغض رکھتا تھا اس لئے اللہ کو اس نے ناراض کر دیا۔

(۲) ایک دفعہ آنحضرت صلعم اُحد پہاڑ پر چڑھے آپ کے ساتھ ابوبکر رضی، عمر رضی اور عثمان رضی تھے۔ اُحد پہاڑ کانپنے لگا۔ تو آپ صلعم نے فرمایا :-

"اے اُحد اپنی جگہ قائم رہ کیونکہ تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں" [۳]

(۳) جیش عسرہ کے موقع پر جب حضرت عثمان رضی نے گراں قدر اشرفیاں حضور کی خدمت میں پیش کیں تو آنحضور صلعم ان اشرفیوں کو اچھالتے تھے اور فرماتے تھے :-

"غفر اللہ لک یا عثمان" [۴]

(۴) حضرت ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا :-

"ان اللہ اوحی الیّ ان
اُزوج کریمتی عثمان"

دوسری حدیث میں اوحی کی بجائے امرنی کے الفاظ آئے ہیں۔ یعنی اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اپنی بیٹی کا عثمان رضی سے نکاح کر دوں۔

---

[۱] ابن سعد جلد ۳ قسم اول صفحہ ۵۳
[۲] ترمذی [۳] ترمذی مناقب عثمان۔
[۴] کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۷۳

(۵) کنز العمال کی ایک حدیث میں آنحضرت ؐ نے آپ کو اپنا بھائی فرمایا ہے۔

(۶) ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا:-

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ قَدْ رَضِیْتُ عُثْمَانَ فَارْضَ عَنْہُ ثَلَاثًا"[۱]

اے اللہ! میں عثمان سے راضی ہوں پس تو بھی اس سے راضی ہو جا۔

یہ دعا آپؐ نے تین مرتبہ فرمائی۔

(۷) حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ؐ نے فرمایا:-

"اے عثمان رضؓ اللہ تجھے ایک قمیص پہنائے گا اگر منافق وہ قمیص تجھ سے اتارنا چاہیں تو تُو ہرگز نہ اتارنا حتّٰی کہ تُو مجھ سے مل جائے۔"[۲]

اس میں آپ کو ردائے خلافت پہنانے کا اشارہ تھا۔

شہادت

عبد اللہ بن سبا ایک یہودی تھا۔ یمن کا رہنے والا تھا۔ نہایت ہی بدباطن انسان تھا۔ اسلام کی بڑھتی ہوئی ترقی کو دیکھ کر اس غرض سے مسلمان ہوا کہ کسی طرح مسلمانوں میں فتنہ ڈلوائے۔ حضرت عثمان رضؓ کے زمانہ کے فتنے اسی مفسد انسان کے گرد گھومتے ہیں اور یہی ان فتنوں کی روح رواں ہے۔ حضرت عثمان رضؓ کی خلافت کے پہلے نصف میں مسلمان ہوا اور تمام بلادِ اسلامیہ کا دورہ اس غرض سے کیا کہ ہر ایک جگہ کے حالات سے خود واقفیت پیدا کرے۔ بصرہ سے جلاوطن ہوا۔ کوفہ سے بھی نکالا گیا۔ شام میں بھی اس کی دال نہ گل سکی۔ ہر جگہ پھر پھرا کر اس نے ایسے لوگ تیار کر لئے جو حضرت عثمان رضؓ کے عمال کے خلاف تہمتیں مشہور کر رہے تھے۔ تین سال تک یہ گروہ متواتر خفیہ کارروائیاں کرتا رہا۔ پھر اس نے عمال کی برائیاں لکھ کر دوسرے علاقہ کے لوگوں میں مشہور کرنا شروع کر دیں۔ ابن سبا کا یہ فریب بہت حد تک کارگر ثابت ہوا۔

حضرت عثمان رضؓ کو پتہ چلا تو آپؓ نے صحابہ رضؓ کو بصرہ، کوفہ، شام اور مصر بھیج کر تحقیقات کروائیں جو درست ثابت نہ ہوئیں۔ حضرت عثمان رضؓ نے اس کے بعد ایک خط کے ذریعہ عام اعلان کروا دیا کہ:-

"اگر کسی پر کوئی ظلم یا زیادتی میری طرف سے یا میرے نائبوں کی طرف سے ہوئی ہو تو وہ حج کے موقعہ پر مجھ سے یا میرے نائبوں سے بدلہ لے لے یا معاف کر دے۔"

حق یہی ہے کہ یہ سب شورش ایک خفیہ منصوبہ کا نتیجہ تھی جس کے اصل بانی یہود تھے اور ان کے ساتھ بعض مسلمان جو دین سے نکل چکے تھے شامل ہو گئے اس کے بعد حضرت عثمان رضؓ سے مفسدین نے کچھ مطالبات

---

[۱] کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۳۷۶ ، [۲] ترمذی

گئے آپؓ نے وہ مان لئے۔ لیکن اس طرح ان کی سازش
ناکام ہو گئی۔ ان مفسدوں نے ایک وفد کی صورت
میں مدینہ آنے کی سوچی ان لوگوں کے پاس کوئی
معقول وجہ نہ تھی ان کی تمام کارروائیوں کا دارومدار
صرف جھوٹ پر تھا تاہم حضرت عثمانؓ نے ان مفسدوں
کو بلا کر ان کے الزامات کا جواب دیا۔ حضرت عثمان
غنیؓ کا رحم بھی ان مفسدوں کو بچائے ہوئے تھا۔
ورنہ مسلمان ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے یہ گروہ تو
واپس چلا گیا لیکن پھر حج کے موقعہ پر وفد کی صورت
میں مدینہ پہنچنے کی سکیم تیار کی تا مدینہ پہنچ کر سارا
نظام درہم برہم کر دیا جائے۔ یہ لوگ تین قافلوں کی
صورت میں اپنے گھروں سے نکلے۔ والیٔ مصر نے
ایک خاص آدمی بھیج کر حضرت عثمانؓ کو ان کی خبر بھی
دے دی تھی۔ انھوں نے حضرت عثمانؓ سے درخواست
کی کہ بعض والی بدل دیئے جائیں۔ حضرت عثمانؓ نے
کمال شفقت اور مہربانی سے ان کی یہ درخواست
مان لی۔ اور یہ لوگ واپس چلے گئے چند ہی دن بعد
ان کا ایک لشکر مدینہ میں داخل ہوا اور دار الخلافت
پر گویا اب انہی لوگوں کا قبضہ تھا انھوں نے حضرت
عثمانؓ سے بھی خلافت سے دستبردار ہونے کا
مطالبہ کیا۔ اور اہل مدینہ کو بھی تنگ کیا۔ حضرت عثمانؓ
اب تک نماز کے لئے مسجد آتے تھے۔ جمعہ میں آپؓ
نے ان کو نصیحت کی لیکن وہ باز نہ آئے اور آپؓ سے
عصائے نبویؐ لے کر توڑ دیا اور مسجد نبویؐ میں آپؓ
پر پتھر برسائے۔ آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے صحابہؓ
نے آپؓ کو گھر پہنچا دیا۔ بیس دن گزرنے کے بعد مفسدین
نے خیال کیا کہ اب جلد ہی کوئی فیصلہ ہونا چاہیئے یہ نہ
ہو کہ صوبہ جات سے فوجیں آجائیں اور ہم مارے جائیں
مدینہ اب ان لوگوں کے ہاتھ میں تھا انھوں نے حضرت
عثمانؓ کا گھر سے نکلنا بند کر دیا تھا۔ کھانے پینے کی
چیزیں اندر جانے سے روک دی تھیں۔ اب حج کے دن
بھی قریب آرہے تھے اور لوگ مکہ میں جمع ہو رہے
تھے۔ انھیں خطرہ بھی تھا۔ چنانچہ تنگ آکر رات کے وقت
انھوں نے حضرت عثمانؓ کے گھر پتھر پھینکنے شروع کر
دیئے۔ صحابہؓ اس فتنہ کو فرو کرنے میں پوری مساعی
سے لگے ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ و حضرت سعدؓ بن
ابی وقاص زیادہ کوشاں تھے۔ جب لوگ حج سے فارغ
ہو کر ادھر آرہے تھے تو مفسدین کی گھبراہٹ میں زیادتی
ہوئی اور فیصلہ کیا کہ اپنے مدعا (قتل عثمانؓ) کو پورا
کیا جائے۔ اس غرض سے انھوں نے آپؓ کی ڈیوڑھی
کے دروازے کو جلا دیا۔ مفسدین کو عبداللہ بن سلام
نے بھی جو کافی اثر و رسوخ رکھتے تھے سمجھایا۔ لیکن انھوں
نے کسی کی نہ مانی۔ چند لوگ ایک ہمسایہ کی دیوار پھاند
کر آپؓ کے کمرہ میں گھس گئے آپؓ تلاوت فرما رہے
تھے محمد بن ابی بکر نے آپؓ کی داڑھی مبارک کو پکڑ
کر ہلایا آپؓ نے بس اتنا ہی فرمایا کہ:۔

"اے بھائی کے بیٹے! اگر تیرا باپ
اس وقت ہوتا تو تو کبھی ایسا نہ کرتا"

وہ تو چلا گیا جو باقی تھے ان میں سے ایک آگے بڑھا
اور لوہے کی ایک سلاخ حضرت عثمانؓ کے سر پر دے

ماری۔ قرآن کو لات مار کر پھینکدیا جس آیت کریمہ پر
آپؓ کا خون گرا وہ ایک زبردست پیشگوئی تھی اور
وہ آیت یہ تھی :-

"فَسَیَکْفِیْکَهُمُ اللّٰهُ ..
وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ"
(البقرہ آیت ۱۳۸)

سودان نامی ایک شخص آگے بڑھا اور تلوار
سے حملہ کرنا چاہا۔ آپؓ نے اپنے ہاتھوں سے وار کو
روکا اور آپؓ کا ایک ہاتھ کٹ گیا۔ آپؓ کی بیوی
بچانے آئیں اس شقی نے دوبارہ وار کیا جس سے
حضرت نائلہؓ (آپؓ کی بیوی) کی انگلیاں کٹ
گئیں۔ پھر بھی بس نہ کی۔ جب آپؓ شدت درد سے
تڑپ رہے تھے تو آپؓ کا گلا گھونٹ دیا اور اس
وقت تک کہ آپؓ کی روح جسم خاکی سے ——
رسول اللہ صلعم کی دعوت کو لبیک کہتی ہوئی عالم بالا
کو پرواز نہ کر گئی۔ نہ چھوڑا۔

"اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ"

یہ تھے مختصراً وہ حالات اور واقعات جن
سے حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت واقع ہوئی۔ جس
محبت اور نرمی سے حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت
کے آخری برسوں میں کام لیا ہے وہ انہی کا حصہ
ہے۔ آپؓ بے لوث مسند خلافت پر بیٹھے اور
بے لوث ہی اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔
(آپؓ کی شہادت کے یہ واقعات حضرت
المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب "اسلام میں
اختلافات کا آغاز" سے ماخوذ ہیں) آپؓ کے
کارنامے ایک الگ مضمون ہے جو تفصیل طلب ہے۔
آپؓ کی خلافت چند دن کم بارہ سال رہی
شہادت کے وقت آپؓ کی عمر ۸۲ سال تھی
آپؓ کی شہادت جمعہ کے دن ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ
کو ہوئی۔

○

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا
حوالہ ضرور دیں تاکہ معاملات میں بلاوجہ تاخیر نہ ہو۔
(مینیجر)

(اسلامی عبادات)

——— جناب ملک سعید احمد رشید۔ جامعہ احمدیہ ربوہ

نماز کی برکات

نماز باجماعت کا بڑا ثواب اور اجر بیان ہوا ہے
حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ
مِنْ صَلٰوةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ
وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً"

(مسلم کتاب الصلوٰة)

کہ باجماعت نماز اکیلے نماز پڑھنے کی نسبت ستائیس گنا افضل ہے۔

نمازی کے لئے فرشتے دعائیں کرتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ کہ باجماعت نماز اپنے گھر میں یا اپنے کاروبار کی جگہ پر ادا کرنے سے بیس گنا زیادہ ثواب رکھتی ہے اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی:۔

"وَذٰلِكَ اَنَّ اَحَدَهُمْ اِذَا
تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ۔
ثُمَّ اَتَى الْمَسْجِدَ لَا يُرِيْدُ
اِلَّا الصَّلٰوةَ، لَا يَنْهَزُهٗ اِلَّا
الصَّلٰوةُ لَمْ يَخْطُ خُطْوَةً
اِلَّا رُفِعَ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ وَّ
حُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةٌ،
حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ
فَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ
فِى الصَّلٰوةِ مَا كَانَتِ
الصَّلٰوةُ هِىَ تَحْبِسُهٗ وَ
الْمَلٰٓئِكَةُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى
اَحَدِكُمْ مَادَامَ فِىْ مَجْلِسِهِ
الَّذِىْ صَلّٰى فِيْهِ يَقُوْلُوْنَ۔
اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ۔ اَللّٰهُمَّ
اغْفِرْلَهٗ۔ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ
مَالَمْ يُؤْذِ فِيْهِ، مَالَمْ
يُحْدِثْ فِيْهِ"

(بخاری کتاب الصلوٰة)

ہے۔ پھر صرف اور صرف نماز کی نیت سے مسجد کی طرف آتا ہے تو ایسا شخص کوئی قدم نہیں اٹھاتا مگر اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے اور ایک گناہ معاف کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ مسجد میں جا پہنچتا ہے۔ پھر جب تک وہ نماز کی خاطر مسجد میں بیٹھا رہتا ہے۔ نماز میں ہی مشغول سمجھا جاتا ہے اور فرشتے اس کے لئے خدا کے حضور رحمت کی دعائیں کرتے ہیں۔ کہ اے اللہ! اس پر رحم فرما خدایا اس کو بخش دے۔ اے اللہ! اس پر رجوع برحمت ہو اس کی توبہ قبول کر۔ یہ دعائیں اس وقت تک اس کے لئے ہوتی رہتی ہیں۔ جب تک وہ کسی کو تکلیف نہیں دیتا اور باوضو رہتا ہے۔

نماز کے لئے انتظار کرنے کا بھی ثواب ہے۔ جو شخص نماز کے لئے وقت سے پہلے آجاتا ہے۔ یا امام دیر سے آتا ہے اور اسے انتظار کرنا پڑتا ہے تو اس کا یہ وقت ضائع نہیں ہوتا بلکہ وہ عبادت میں شمار ہوتا ہے اور اس کا ثواب ملتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ:۔

"فانّ احدکم اذا کان یعمد الی الصّلوٰۃ فھو فی الصّلوٰۃ"

(مسلم کتاب الصلوٰۃ)

کہ تم میں سے کوئی شخص جب نماز کا ارادہ کر لیتا ہے تو وہ نماز میں سمجھا جاتا ہے اور اسے ثواب ملتا ہے۔

نماز کے لئے اذان ہوتی ہے اذان بھی عبادت ہے اور اس کا بھی بڑا ثواب ہے۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا:۔

"اگر لوگوں کو علم ہوتا کہ اذان دینے اور پہلی صف میں بیٹھنے کا کتنا ثواب ملتا ہے اور پھر انہیں اس کے لئے قرعہ اندازی کرنی پڑتی تو وہ قرعہ اندازی پر بھی اصرار کرتے اور اذان دینے اور پہلی صف میں بیٹھنے کی پوری کوشش کرتے۔

(بخاری کتاب الاذان)

نماز کے لئے صفیں سیدھی کرنے کا ارشاد ہے اور اس کا بھی بڑا ثواب ہے حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا:۔

"اَقِیْمُوا الصُّفُوْفَ، وَحَاذُوْا بَیْنَ الْمَنَاکِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلِیْنُوْا بِاَیْدِیْ اِخْوَانِکُمْ وَلَا تَذَرُوْا فُرُجَاتٍ لِلشَّیْطَانِ وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللّٰهُ وَمَنْ قَطَعَ قَطَعَهُ اللّٰهُ"

(ابوداؤد۔ کتاب الصلوٰۃ)

صفوں کو سیدھا رکھو۔ کندھے ملا کر
کھڑے ہو۔ اپنی دو صفوں کے درمیان
فاصلہ نہ رہنے دو اور اپنے بھائیوں
کے لئے نرم ہو جاؤ۔ شیطان کے لئے
درمیان میں خالی جگہ نہ رہنے دو اور
جس نے صف کو ملایا۔ اللہ تعالیٰ اس
کو ملائے گا اور جس نے صف توڑی
اللہ تعالیٰ اس کو توڑ دے گا۔

نماز کے لئے پہلی صف میں بیٹھنے کی برکت اور ثواب
بیان ہوا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان
فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي
النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ
لَمْ يَجِدُوْا إِلَّا أَنْ يَسْتَهِمُوْا
عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا"

(بخاری کتاب الاذان)

کہ اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان دینے
اور پہلی صف میں بیٹھنے کا کتنا ثواب
ہے اور پھر انہیں اس کے لئے قرعہ
اندازی کرکے پہلی صف میں جگہ لینی
پڑتی تو وہ ضرور قرعہ اندازی کرتے
اور پہلی صف میں بیٹھنے کی پوری
کوشش کرتے۔

نماز کے بعد تسبیح اور ذکر الٰہی کا بڑا درجہ ہے۔ حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِيْ دُبُرِ كُلِّ
صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَ
حَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ
وَكَبَّرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ
وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ لَا إِلٰهَ
إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ
لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَ
هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ
غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ
كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ"

(مسلم کتاب الصلوٰۃ)

کہ جس شخص نے ہر نماز کے بعد تینتیس
بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد
للہ اور تینتیس بار اللہ اکبر پڑھا اور
پھر سو کی تعداد پوری کرنے کے لئے
یہ دعا پڑھی۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ
وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ۔ لَهُ
الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى
كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تو اس کے تمام
گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اگرچہ
وہ سمندر کی جھاگ کی طرح (زیادہ)
کیوں نہ ہوں۔

نماز قبولیت دعا کا بڑا ذریعہ ہے۔ اذان اور
اقامت کے درمیان کی دعا خاص طور پر قبول ہوتی ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا:۔

"اَلدُّعَاءُ لَا یُرَدُّ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَۃِ" (ترمذی کتاب الصلوٰۃ)

کہ اذان اور اقامت کے درمیان کی دعا رد نہیں ہوتی۔

نماز پڑھنے والا بندہ خدا کی حفاظت میں آجاتا ہے نمازی کے دشمن کا خدا دشمن ہو جاتا ہے۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا:۔

"اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْہِ"۔ (بخاری کتاب الرقاق)

کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے دوست سے دشمنی کی میں اس سے اعلانِ جنگ کرتا ہوں میرا بندہ جتنا میرا قرب اس چیز سے جو مجھے پسند ہے اور میں نے فرض کی ہے (یعنی نماز) حاصل کر سکتا ہے اتنا کسی اور چیز سے حاصل نہیں کر سکتا۔

نماز کا ایک حصہ نوافل ہیں جن سے خدا کا قرب حاصل ہوتا اور وصال ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ اُعْطِیَنَّہٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّہٗ"۔

(بخاری کتاب الرقاق)

یعنی نوافل کے ذریعہ میرا بندہ میرے اتنا قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں اور جب میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں تو اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے اگر میرا بندہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ چاہتا ہے تو اسے پناہ دیتا ہوں۔

پس نماز قربِ الٰہی کا ذریعہ ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی

بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ
مِنْ رَّبِّہٖ وَھُوَ سَاجِدٌ
فَاَکْثِرُوا الدُّعَآءَ۔"

(مسلم کتاب الصلوٰۃ)

کہ انسان اپنے رب کریم کے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدہ میں ہوتا ہے اس لئے سجدہ میں بہت دعائیں کیا کرو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"انسان کبھی خدا کا قرب حاصل نہیں کر سکتا جب تک کہ اقام الصلوٰۃ نہ کرے۔" (ملفوظات جلد سوم ص۲۴۴)

پھر فرمایا:۔

"صلوٰۃ ایسی چیز ہے کہ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے قرب کا کوئی قریب ذریعہ نہیں۔ یہ قرب کی کنجی ہے اس سے کشوف ہوتے ہیں۔ اس سے الہامات اور مکالمات ہوتے ہیں"
(ملفوظات جلد سوم ص۲۴۲)

پھر فرماتے ہیں:۔

"میں پھر تمہیں بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق۔ حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ۔" (ملفوظات جلد اول ص۱۲۱)

گویا خدا تعالیٰ کا حقیقی قرب اور مضبوط رشتہ نماز سے ہی حاصل ہوتا ہے۔

خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اعلیٰ درجہ کا نمازی بنائے اور اپنا قرب نصیب کرے۔ (آمین) ••

○

قراردادِ تعزیت
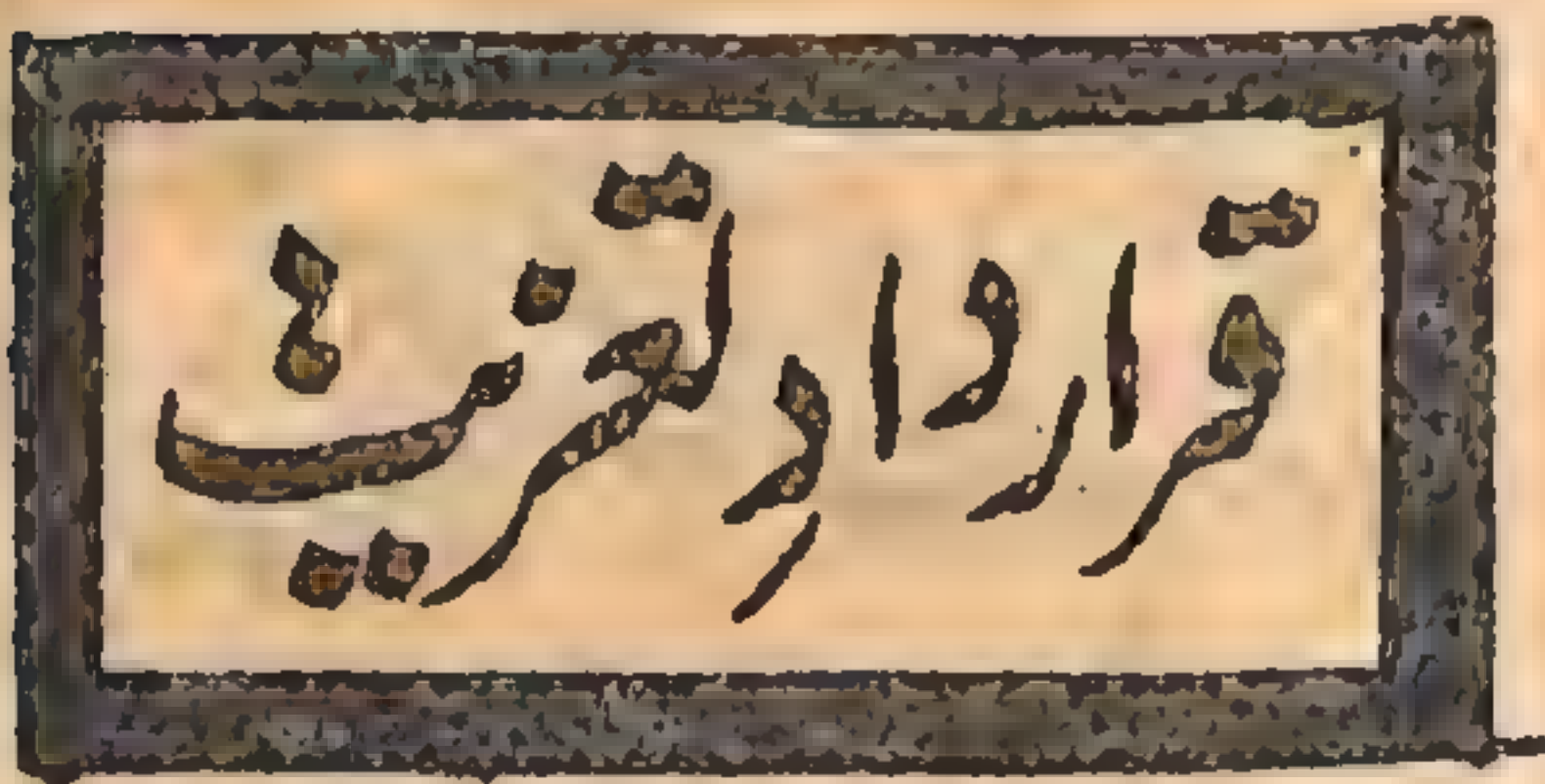
مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ گوجرانوالہ شہر کے ایک رکن مکرم صوفی احمد دین صاحب کے والد محترم کی وفات پر ان سے دلی رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے جملہ اراکین مجلس خدام الاحمدیہ بحضور خداوند تعالیٰ دعاگو ہیں۔ کہ ارحم الراحمین موصوف بزرگوار کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین!

اراکینِ مجلس عاملہ

خدام الاحمدیہ گوجرانوالہ شہر

○

مظلوم کی دعا اور خدا تعالیٰ کے درمیان کوئی چیز روک نہیں۔
(الحدیث)

○

نئے لاؤڈ سپیکر

اور ان سے متعلقہ جملہ سامان کے لئے آپ کی اپنی دکان

چوہدری ٹریڈرز

۶۔ ہال روڈ۔ لاہور

پورے اعتماد کے ساتھ با رعایت اعلیٰ کوالٹی کا سامان خریدیئے

ٹیلیفون نمبر

۳۱۲۲۸۶

• بھوسہ چارہ • توری • شفتل

• برسیم وغیرہ کی خرید و فروخت کیلئے

ہمیں خدمت کا موقع دیں!

انصاف کمپنی

پرانی غلہ منڈی۔ فیصل آباد

ٹیلیفون نمبر

۲۷۹۲۶

جناب پروازی کے تعاقب میں

٭

جناب
عبدالرحمٰن ملک
مقیم ٹوکیو (جاپان)

جناب عبدالرحمٰن ملک نے ٹوکیو سے مدیر خالد کے نام اپنے مکتوب میں سفر جاپان کے دلچسپ پس منظر حالات تحریر کئے ہیں۔ یہ دلچسپ اور معلوماتی مشاہدات ہدیۂ ناظرین ہیں:

——(مدیر)——

حضرت مولانا ابوالعطاءؓ کو مولا کریم اپنے خصوصی قرب کا اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ مجھے بھی ان سے ذاتی تعارف اور دلی لگاؤ ہونے کا فخر حاصل ہے۔ ان کے بچپن کی ایک بھولی بھالی سوچ اس وقت میرے ذہن میں آ رہی ہے۔ قادیان میں مدرسہ احمدیہ میں طالب علم تھے۔ ہر روز مختلف موضوعات پر بزرگان سلسلہ کی تقاریر سنتے اور سلسلہ کے اخبارات میں مختلف عنوانات پر مضمون پڑھتے تو انہیں بار بار خیال آتا تھا کہ جب تک وہ بڑے ہو کر بولنے اور لکھنے کے قابل ہوں گے تب تک تو ان بزرگان نے سب مضامین و موضوعات ختم کر ڈالے ہوں گے اور ان کے بولنے لکھنے کے لئے کچھ بچے گا ہی نہیں۔

جاپان آنے کا فیصلہ ہوا تو مجھے بھی کچھ ایسی ہی الجھن پیش آئی۔ مجھے یاد آیا کہ پروازی صاحب پچھلے سال جاپان تشریف لائے اور انہوں نے جاپان کے مالہ و ماعلیہ پر تفصیلی مضامین لکھے تھے جو "خالد" میں قسط وار شائع ہوئے تھے اور قارئین خالد نے انہیں بے حد پسند کیا تھا ——— رہی سہی کسر محترم عطاء المجیب صاحب راشد کے مکاتیب جاپان نے نکال دی تھی جو "الفرقان" میں شائع ہوتے رہے ہیں اب کوئی جاپان کے متعلق کچھ لکھے گا بھی تو کیا لکھے گا۔ اور اگر لکھے گا بھی تو ——— پروازی صاحب بحیثیت شگفتہ انداز بیان کے بعد اسے پذیرائی بھی کیا حاصل ہوگی؟ لیکن جاپان کی بجائے کسی اور ملک کو جانا .... نہیں تھا اور نہ خود کوئی ایسا ملک منتخب کرتا جہاں اپنا کوئی پرواز .... کی جدتیں۔

ڈاکٹر پرواذی صاحب اوساکا میں ہیں (یہاں سے
۵۰۰ کیلومیٹر مغرب میں) ہمیں ٹوکیو پہنچتے ہی اپنے آوارد
ہونے کی اطلاع لکھ دی تھی۔ ان کی طرف سے ابھی کوئی
جواب نہیں آیا۔ سنا ہے کہ وہ آج کل اس گومگو میں ہیں
کہ مزید جاپان ٹھہریں یا پاکستان واپس تشریف لے جائیں
بہرحال ہماری طرف سے "یا میں یا آپ" والی ہرگز
کوئی شرط نہیں ہے بلکہ ان کی موجودگی میں جاپان میں
قیام ہمارے لئے زیادہ خوشی کا باعث ہے ——
اور ہاں۔ کیا آپ کو یاد ہے کہ پرواذی صاحب اردو
کے ڈاکٹر ہیں یا انگریزی کے ——؟ یہ مسئلہ اس
لئے پیدا ہوا ہے کہ پچھلے دنوں یہاں کے کثیر الاشاعت
اخبار "JAPAN TIMES" نے غیر ملکیوں کا
انگریزی زبان میں جاپان میں قیام کے دوران اپنے مشاہدات
کے بارے میں مضمون لکھنے کا مقابلہ کرایا۔ پرواذی صاحب
حسب عادت یہاں بھی اول آگئے۔ جب ججوں نے
دیکھا کہ موصوف اردو کے ڈاکٹر ہیں اور انگریزی محض
مشغلۃً ہی جانتے ہیں تو وہ دنگ رہ گئے۔ بہرحال یہ
اعزاز پرواذی صاحب کے لئے اور ہم سب کے لئے باعث
فخر ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت مبارک فرمائے اور ڈاکٹر صاحب
کے زور قلم کو اور جلا عطا فرمائے۔ آمین! "JAPAN
TIMES" نے اگر آئندہ اردو میں مقابلہ کرانا چاہا تو وہ
ضرور پرواذی صاحب کی وطن مراجعت تک انتظار کریں گے
یا پھر بغیر مقابلہ کرائے انعام اور سند فضیلت ڈاکٹر
صاحب کو بھجوا دیں گے۔

جاپان آنے سے پہلے جاپان اور جاپانیوں کے
بارے میں میرے خیالات ان معلومات پر مبنی تھے جو
مجھے اس وقت تک حاصل ہوئی تھیں۔ بعض بچپن کے
عہد کی تھیں مثلاً یہ کہ جاپان کھلونوں اور گڑیوں کا
ملک ہے پھر یہ کہ جاپانی بہت ظالم ہوتے ہیں۔ انھوں
نے برما، انڈونیشیا، اور ہند چینی وغیرہ کے قبضہ
کے دوران دردناک مظالم ڈھائے تھے بعض نسبتاً بعد
کے تاثرات تھے کہ جاپانی قوم کو پھولوں سے عشق ہے۔
وہ ہر کام کو ایک خاص ترتیب سے کرتے ہیں۔ جاپانی مصنوعات
دنیا بھر میں سب سے سستی ہیں۔ پاکستان میں بعض
جاپانیوں کے ساتھ کام بھی کر چکا تھا۔ اس لئے ان کی
زندگی کے کچھ پہلو بھی سامنے آچکے تھے اور اس کے ساتھ
ساتھ میں نے کافی اخبارات و رسائل جاپان کے بارے میں
پڑھ رکھے تھے اور مجھے خیال تھا کہ جاپان میں میرے لئے
سیر تفریح کے بہت ہی کم مواقع ہوں گے اور غالباً ایک وجہ
یہ بھی تھی میری اس خواہش کی کہ میں جاپان کی بجائے کسی
یورپی یا امریکی ملک میں جاؤں۔ اس طرح مجھے اردگرد اور
بہت سے ممالک میں جانے کا موقعہ مل جائے گا اور پھر
اس سفر میں وہ مقامات بھی آتے ہیں جہاں ہر مسلمان
کا دل اٹکا ہوا ہے۔ اور وہاں جانے کا موقعہ ملنا زندگی
بھر کی ایک نہایت قیمتی سعادت ہے۔ بہرحال اب یہ
ہماری قسمت کہ جاپان مغرب کی بجائے مشرق میں واقع
ہے اور یہاں آکر کوئی شخص سوائے کوریا کے اور کوئی
ملک آسانی سے نہیں دیکھ سکتا۔

مجھے جاپان آنے کے لئے تیاری کی غرض سے
بہت ہی کم وقت ملا تھا اور مجھے تشویش تھی کہ متعلقہ

دفاتر میں اگر معمول کے مطابق میرے کاغذات چلے تو میں پروگرام سے بہت تاخیر سے پہنچوں گا۔ اسلام آباد کے جاپانی سفارت خانہ میں داخل ہوتے وقت میں دعا کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ سارے مراحل وقت کے اندر اندر طے فرما دے۔ سفارتخانہ کے فرسٹ سیکرٹری سے میں نے اپنی تشویش کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا کہ وقت واقعی کم ہے اور یہ کہ جو مدد وہ کر سکتے ہیں وہ انھیں بتاؤں۔ ابھی ہم یہی باتیں کر رہے تھے کہ ویزا کا درخواست فارم پُر کرنے کے پانچ منٹ کے اندر اندر میرا پاسپورٹ ویزا لگنے کے بعد میرے سامنے پڑا تھا۔ متعلقہ افسر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مسٹر ملک آپ کہیں بھی اور جگہ سے یہ ویزا اس قدر قلیل وقت میں حاصل نہیں کر سکتے تھے۔"

اور سفارت خانوں کا "چکر" لگانے والے احباب بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ اُن کے اس بیان میں کس قدر صداقت تھی۔ مولا کریم نے "جاپانی کارکردگی" کے اس مظاہرہ سے میری تشویش دور فرما دی اور اس طرح دوسرے مراحل بھی اس کے فضل سے وقت کے اندر اندر طے ہو گئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک!

راولپنڈی کے ہوائی مستقر پر رفقائے کار، احباب اور اہل خانہ الوداع کہنے آئے تھے۔ سب نے بہت محبت بھرے جذبات سے الوداع کہا۔ ہر ایک کا اپنا اندازِ اظہار ہوتا ہے اور رشتہ اور تعلقات کی نوعیت کے مطابق ہم اپنے جذبات کے اظہار کو مناسب حدود کے اندر رکھتے ہیں۔ لیکن بچے اس تکلف سے آزاد ہیں اور کیا ہی اچھی لگتی ہے یہ آزادی جو جذبات کے بے ساختہ اظہار پر کسی مصلحت کے پردہ کو نہیں آنے دیتی ننھے فاتح (عمر ۳½ سال) کا اظہار کچھ ایسا ہی بے ساختہ تھا۔ پہلے تو میرے قریب ہوتا گیا۔ پھر اور قریب آیا۔ پھر مجھ سے چمٹ گیا۔ پھر اپنا منہ ہاتھوں میں چھپا لیا۔ پھر ہلکی ہلکی آہیں شروع ہوئیں۔ پھر رونے لگا اور پھر ——— زور زور سے چیخنا شروع کر دیا۔ جب اس کے بڑے بھائی عمارت کی دوسری طرف کھڑے جہاز دیکھنے کے لئے دروازے تلاش کر رہے تھے فاتح کے اس اندازِ اظہارِ محبت نے مجھے بیحد متاثر کیا۔ اسے پیار کیا اِدھر اُدھر کی باتوں میں لگایا تو اُسے ذرا قرار آیا۔

راولپنڈی سے نو بجے شام پی آئی اے کے جہاز میں کراچی پہنچا۔ اگلی صبح ۵ بجے جاپان ایئر لائینز کے جہاز میں ٹوکیو کے لئے سوار ہوا۔ ہم اپنی نشستوں پر بیٹھے ہی تھے کہ میزبان خواتین نے گرم گرم تولیے لا کر پیش کئے۔ کراچی ایئر پورٹ پر رات کی بے خوابی کی ساری بدمزگی ان تولیوں کی گرم گرم تازگی نے دور کر دی۔ تو حافظ صاحب! جاپان کے اس گرم گرم استقبال نے کراچی میں ہی میرے دل میں جاپان کے بارے میں بہت سی اچھی امیدیں پیدا کر دیں اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ان امیدوں میں سے اکثر حسب خواہش پوری ہو رہی ہیں۔

اس لمبے سفر اور جاپان میں قیام [illegible] انجام کی دعا کے بعد ہو گی۔ جاگ اس وقت کھلی جب اعلان ہو رہا تھا کہ ہم اڑھائی گھنٹے میں بنکاک پہنچنے

والے ہیں۔" اور یہ کہ اب ہم جاگ ہی جائیں کیونکہ ناشتہ ملنے والا ہے۔ جاگ تو چکا تھا۔ آگے پیچھے بائیں طرف دیکھا سب لوگ جاگنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اسی سے مجھے ایک ہی خدشہ تھا۔ اگرچہ میں نے خاص اہتمام کے ساتھ جہاز کے اگلے حصّہ میں "SMOKING FREE CORNER" میں نشست حاصل کی تھی مگر پھر بھی ڈر رہا تھا کہ کسی جاگنے والے سگریٹ کے عادی کا ہاتھ بے خیالی میں اس کی جیب میں موجود سگریٹ کی ڈبیا تک نہ پہنچ جائے۔ خیریت گزری اور میں صبح صبح اس تمباکو نوشی بالجبر کے صدمہ سے پیدا ہونے والی اور سارا دن مہمان رہنے والی سر درد کی اذیت سے بچ گیا۔ الحمد للہ!

کھڑکی سے باہر جھانکا تو کچھ نظر نہ آیا۔ یوں معلوم دیتا تھا گویا ہم دھند کے سمندر میں تیر رہے ہیں۔ اتنے میں ناشتہ آ پہنچا۔ میں نے خوب غور سے دیکھا کہ کوئی مشکوک چیز تو نہیں ہے۔ سوائے ایک کے جس کے اجزائے ترکیبی میں قیمہ کا شبہ تھا باقی سب کھا گئیں اور سادہ ہی پار بھی ناشتہ بہت لذیذ تھا۔ یہ پہلی جاپانی مہمان نوازی تھی۔

اب جو باہر جھانکا تو اور ہی منظر تھا۔ ہر طرف سبزہ ہی سبزہ اور درمیان میں ٹیڑھے میڑھے سانپ کی طرح بل کھاتے گدلے پانی کے نالے۔ میں نے کہا:

"نالو! اگر میری بلندی سے آکر اپنی شکل دیکھو تو شرما ہی جاؤ۔"

نالے غالباً سبزے اور پانی کی اس رونق کو چھوڑ

نے انہیں ایسی عجیب و غریب شکلیں دے دی ہیں جو لیں دیکھتے ہی سے تعلق رکھتی ہیں اور کسی سانپ کے بس میں بھی نہیں ہوگا کہ وہ ایسے بل کھا سکے۔

سبزے اور پانی کی بہتات سے مجھے اپنا "مشرقی پاکستان" یاد آ گیا اور پھر جانے ناظر صاحب نہ پوچھئے مجھے کیا کیا یاد آیا۔ آپ سے ذکر کا موقعہ نہیں ملا کہ میں نے بھی مشرقی پاکستان میں کچھ وقت گزارا ہے۔ میں وہاں دو دفعہ ٹھہرا۔ پہلی دفعہ ۱۹۷۰ء میں ایک ڈیڑھ ماہ کے قریب اور دوسری دفعہ جون ۱۹۷۱ء سے اگست ۱۹۷۱ء تک۔ دونوں دفعہ کے قیام کی یادیں ایک دوسری کا عکس ہیں۔ جب پہلی دفعہ آیا تو محبت اور پیار سے پیش آنے والے بھائیوں میں ٹھہرا اور سارے قیام کا عرصہ بہت ہی خوشگوار یادیں اکٹھی کرنے میں گزرا۔ غالباً کوئی مخفی احساس تھا جو توجہ دلا رہا تھا کہ سارا مشرقی پاکستان خوب پھر کر دیکھ ڈالو پھر موقعہ دیر تک نہ ملے گا۔ چنانچہ ڈھاکہ، برہمن بڑیہ، کومیلا، چاٹگانگ، رنگامتی، کاکسز بازار، کپتائی، میمن سنگھ، سلہٹ، کھلنا۔ حتی کہ سندربن کے اندرونی جنگلات تک میں گھوم آیا۔ ہر جگہ احباب جماعت سے بھی ملاقات ہوئی اور دوسرے بھائیوں نے بھی ہر جگہ خوش آمدید کہا اور میرے قیام کو زیادہ سے زیادہ خوشگوار بنایا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔

لیکن جب دوسری دفعہ جون ۱۹۷۱ء میں گیا تو دنیا ہی بدلی ہوئی تھی........ اور پھر مجھے دسمبر ۱۹۷۱ء

کرنے کا موقعہ ملا۔ آٹھ ماہ قید میں گزار کے پھر فرار ہو
کر یہاں پہنچا اور ڈیڑھ ماہ کے بعد وطن واپس آیا۔
اس دور کی تلخیوں کی یاد جیسے وقت آہستہ آہستہ
دھندلا رہا ہے۔ مولا کریم کے فضلوں کی یاد بھی دلاتی
ہے جو ہر حال میں ہمارے شاملِ حال رہے۔ فالحمد للّٰہ!

حافظ صاحب! میں آپ کو کہاں گھسیٹ
لے گیا۔ آپ حیران تو ضرور ہوئے ہوں گے کہ جا جاپان
رہے تھے مشرقی پاکستان کیسے پہنچ گئے۔ بہرحال دل کو
سنبھالتے ہیں۔ یہ باتیں پھر کبھی سہی۔

اب ہم بنکاک کے قریب تھے۔ میں نے جو نیچے
دیکھا تو نہایت خوبصورت سڑکوں کا جال سا بنا نظر آیا۔
جہاز کچھ اور نیچے آیا تو معلوم ہوا کہ سڑکیں نہیں نہریں
ہیں۔ لیکن کام سڑکوں کا بھی دے رہی ہیں کیونکہ کاروں
بسوں کی طرح ان میں بھی بے شمار کشتیاں رواں دواں
تھیں۔ بنکاک ہمیں اوپر سے بہت ہی خوبصورت نظر آیا۔
سارا شہر عمارتوں کے اور سبزے کے قطعوں میں بٹا ہوا
تھا۔ ½۹ بجے (مقامی وقت ½۱۱ بجے) جب ہم ائیرپورٹ
پر اترنے لگے تو بہت دلچسپ منظر تھا۔ نیچے سڑکوں پر
کاریں بسیں۔ لوگ چل رہے تھے اور اوپر سے ہم گزر
رہے تھے۔

میرا کینیڈین ساتھی جو قاہرہ سے آرہا تھا۔
بنکاک اتر رہا تھا۔ اسے بعد میں کسی وقت پاکستان کی
سیاحت کی دعوت دی اور اپنا کارڈ دیا تاکہ وہ مجھ
سے رابطہ قائم کر سکے۔

جہاز نے کچھ دیر رکنا تھا۔ اس لئے ہمیں بھی ائیرپورٹ
کی عمارت میں جانے کی اجازت مل گئی۔ جہاز کے دروازے
پر پہنچا تو کوئی سیڑھی وغیرہ اترنے کے لئے نظر نہ آئی۔
بس ایک برآمدہ سا تھا آگے جاتا ہوا۔ اس میں سے
گزرے تو تھوڑی دیر بعد بنکاک ائیرپورٹ کی وسیع و عریض
عمارت میں پہنچ گئے۔ اس فولڈنگ برآمدے نے جہاز
کو بھی عمارت کا ایک کمرہ بنا کر رکھ دیا تھا۔ ٹرانزٹ
لاؤنج TRANSIT LOUNGE (جہاں آگے
جانے والے مسافر کچھ دیر کے لئے ٹھہرتے ہیں) ایک اچھی
خاصی مارکیٹ نظر آئی۔ میں بھی اس کا جائزہ لینے کے لئے
ٹہلنے لگا اگرچہ جیب میں مبلغ تیس ڈالر موجود تھے مگر میں
نے کچھ خریدنا نہیں تھا۔ پھر بھی کہا کہ چلو WINDOW
SHOPPING ہی سہی۔ زیادہ تر دو طرح کی دکانیں
تھیں۔ ایک تو بنکاک کی مخصوص دستکاری کی اشیاء والی
اور دوسری ڈیوٹی فری مصنوعات والی۔ ایک جگہ زیادہ
بھیڑ دیکھی۔ تجسس ہوا کہ معلوم تو کریں کچھ مفت تو
نہیں بٹ رہا جو یوں ہجوم ہو رہا ہے۔ دیکھا تو حیرت
بھرا افسوس ہوا کہ شراب کی دکان تھی اور عورتیں اور مرد
یوں تھیلے بھر بھر کر "JOHNIE WALKER" خرید
رہے تھے گویا انہیں مفت مل رہی ہو۔ اس پر ایک دوست
کا بتایا یاد آگیا کہ ٹوکیو ائیرپورٹ پر اگر کوئی استقبال
کرنے والا نووارد سے یہ کہے کہ کچھ لائے ہو تو مراد یہ
ہوتی ہے کہ ڈیوٹی فری مالِ غنیمت سے ہمارا حصہ نکالو
ہمارا میزبان قوم کی ام الخبائث سے یہ رغبت!
تفصیلی حال تو آگے چل کر معلوم ہوا!

گھنٹے بھر کے آرام کے بعد ٹوکیو کے لئے جہاز

نشانہ ہوا۔ اب لنچ کا وقت ہو رہا تھا چونکہ میں نے پہلے سے کہہ رکھا تھا کہ گوشت والی کوئی چیز نہیں کھاؤں گا اور الکحل والی کوئی چیز نہیں پیوں گا۔ اس لئے میرے لئے خصوصی طور پر سبزیوں پر مشتمل کھانا آیا۔ ان میں کئی ایسی سبزیاں بھی نظر آئیں جنہیں دیکھا تو کہیں نہ کہیں پہلے بھی تھا مگر کبھی یہ خیال نہیں آیا تھا کہ یہ بکریوں کے علاوہ ہوائی مسافروں کے لئے بھی چارے کے طور پر استعمال ہو سکتی ہیں۔ یہ عقدہ تو بعد میں جاپان آکر کھلا کہ جاپانی بہت سی دوسری باتوں کے علاوہ کھانے پینے کے معاملہ میں بھی بہت وسیع الظرف ہیں۔ اُن کے خیال میں ہر اُگنے والی چیز (سطح زمین پر ہو یا سمندر کی گہرائیوں میں) سبزی ہے اور ہر چلنے پھرنے والا جاندار (سطح زمین پر ہو، سمندر کی گہرائیوں میں یا فضا کی بلندیوں میں) گوشت ہے۔ سبزی اور گوشت کی اس وسیع المعنی تعریف نے ان کے غذائی مسائل کے حل میں تو ضرور مدد دی ہوگی مگر ان کا یہ خیال کرنا سراسر تحکم ہے کہ دوسرے بھی ان کی اس تعریف سے متفق ہوں گے۔

نیکاک سے ساتھ والی نشست پر ایک جاپانی صاحب آگئے۔ انہوں نے تیلیوں (CHOP STICKS) سے اس مہارت سے ماحضر تناول کرنا شروع کیا کہ بے اختیار جی چاہا اُن کی تصویر لیں۔ اس وقت یوں جیسے KING SIZE سویّوں (NOODLES) کے لچھے کا بالائی حصہ ان کے منہ میں، وسطی حصہ فضا میں معلق اور زیریں حصہ تا حال تالاب میں ہو لیکن مشکل یہ تھی کہ بات

معیوب تھی (اسی لئے یہ سب کچھ میں صرف بائیں آنکھ کے کونے سے دیکھ رہا تھا) پھر کیمرہ بھی نہیں تھا۔ لیکن اگر کیمرہ ہوتا بھی تو ان کے تیلیوں کو حرکت میں لانے، لچھے کو اٹھانے، فضا میں بلند کرنے اور منہ میں ڈالنے اور شڑپ کے ساتھ سارے کے سارے لچھے کو ہڑپ کرنے میں کہنے کو تو کئی مراحل تھے مگر عملاً یہ سارے مراحل سکنڈ کی سرعت سے واقع ہونے والی ایک شڑپ میں گزر گئے تھے اور کیمرے کی تصویر سے چابک شڑپ سنانے سے تو رہی ——— خیر اس بارے میں جاپانی نقطۂ نظر کی وضاحت بعد میں ہوئی اور ہو سکتا ہے کہ جاپان میں قیام کے دوران میں شڑپ کے بارے میں اپنے خیالات پہ نظر ثانی کی ضرورت محسوس کر دل ———

حافظ صاحب خدا حافظ.....!

(باقی آئندہ)

○

اعتذار

اس ماہ شکاریات کے سلسلہ کی قسط "جنگل کی کہانی" موصول نہیں ہوئی اور اس شمارہ میں شاملِ اشاعت نہیں ہو سکی۔ اس کے لئے ہم قارئین کرام سے معذرت خواہ ہیں

(ادارہ)

○

جناب شیخ عبدالقادر - رستم پارک لاہور

انجیل یوحنا کا پہلا ورق

سیالکوٹ کے جناب برکت اسے خان، عیسائیوں کی لٹریچر کمیٹی کے رکن اور مناد ہیں، ان کی طرف سے شائع کردہ کتابچوں پر تبصرہ "خالد" میں اس سے قبل ہم کر چکے ہیں۔ راقم کے نام اپنے مکتوب میں وہ یہ تاثر دیتے ہیں کہ تحریفات انجیل دراصل اسی قسم کی کتابت کی غلطیاں ہیں جن کی نشاندہی مولانا کوثر نیازی، قرآن حکیم کے بارے میں کر چکے ہیں۔ جس کے باعث حکومت کو قانون بنانا پڑا۔ اس مکتوب کے ساتھ اخباروں کے تراشے بھی ارسال فرمائے گئے۔ اس کے بعد ایک تازہ رسالہ "فلسفۂ وحدت الوجود" بھیجا گیا۔ جس میں تثلیث فی التوحید — الوہیت مسیح اور مجسم خدا کی بحث ہے۔ ان نوازشات کے لئے تہ دل سے ممنون ہوں۔

بائبل مقدس، عیسائی عقائد کی بنیاد، کتب مقدس کہتے جب سیالکوٹی پیش ان کو پیچھے لے جائیں تو وہ غائب ہو جاتے ہیں، نسخہ ہائے پارینہ میں تو ملتے یہ بدلی ہوئی شکلیں ہو سکتے ہیں ایسے

"نگارشِ تازہ" کی ورق گردانی کریں۔ الوہیت مسیح ثابت کرنے کے لئے حتمی اور یقینی حوالہ پیش فرمایا تو وہ انجیل یوحنا کے پہلے ورق کا مندرجہ ذیل حوالہ ہے:—

"خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔
اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے
اسی نے ظاہر کیا ہے" (۱/۱۸)

یوحنا کا پہلا ورق الوہیت مسیح کی اساس ہے اس سے قبل ہم اس ورق کے حوالوں پر ایک نظر ڈال چکے ہیں۔ آیئے اب مزید غور کرتے ہیں۔ پرانے نسخوں میں متن مختلف فیہ ہے۔ اس کی بدلی ہوئی شکلیں ملتی ہیں۔

عصر حاضر کے انگریزی ترجمہ "نیو انگلش بائیبل" کے حاشیہ میں بدلی ہوئی صورتیں دے دی گئیں۔

پہلی صورت تو وہ ہے جو "نیو انگلش بائیبل" نے اپنائی ہے:—

"خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا لیکن

خدا کے اکلوتے بیٹے نے دیکھا۔ یہ وہ ہے
جو کہ باپ کے دل کے قریب ترین ہے
اسی نے اسے ظاہر کیا ہے۔"
حاشیہ پر ہے کہ بعض نسخوں میں الفاظ مختلف ہیں مثلاً
ایک نسخہ میں ہے:۔
"خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا لیکن
صرف ایک شخص نے جو کہ باپ کے دل کے
قریب ترین ہے اُس نے اُسے ظاہر کیا"
دوسرے نسخے میں ہے:۔
"خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔
لیکن صرف ایک ہستی نے جو کہ "بجائے
خود خدا" ہے۔ باپ کے دل کے
قریب ترین، اسی نے اسے ظاہر کیا۔"
اب یہ تین صورتیں ہو گئیں۔ کیا یہ کتابت کی غلطیاں
ہیں؟ فرمائیے کس کو قبول کریں؟ اور کونسی صورت
رد کر دیں؟
سُریانی انجیل کا مشہور نسخہ "پشیتہ" ہے۔
اس کا ترجمہ کچھ اور ہی ہے:۔
"خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا
لیکن خدا کے پلوٹھے نے جو باپ
کی آغوش میں ہے اسی نے اس کو
ظاہر کیا۔"
سریانی بائیبل کا انگریزی ترجمہ LAMSA
نے کیا ہے۔ یہ حوالہ اسی سے لیا گیا ہے۔ یہاں اکلوتے
کی جگہ پلوٹھے کا لفظ ہے۔ "نیو ورلڈ ٹرانسلیشن"
کا ترجمہ اور بھی مختلف ہے:۔
"خدا کو کسی نے نہیں دیکھا کسی وقت
بھی۔ صرف خداوند یکلوتہ۔ بیٹا (
gotten God) جو کہ اس حال
میں ہے جیسے باپ کی آغوش میں
اسی نے اس کا اظہار کیا ہے۔"
حاشیہ میں نسخوں کے مخففات کے حوالوں سے
اختلافِ متن کا ذکر ہے۔ لکھتے ہیں کہ مندرجہ ذیل
نسخوں میں "بجائے خود خدا" کے الفاظ ہیں:۔
(۱) چوتھی صدی کا سینائی نسخہ۔ یونانی زبان میں
(۲) چوتھی صدی کا نسخہ "ویٹی کان" " "
(۳) پانچویں صدی کا نسخہ "افرائیمی" " "
(۴) سریانی زبان کا ثانوی نسخہ جسے سریانی
کلیسیا نے مستند قرار دیا۔ اسے بشپ ربولا
نے پانچویں صدی میں مرتب کیا۔
ان میں یسوع کو "بجائے خود خدا" کہا گیا۔
پھر لکھا ہے کہ مندرجہ ذیل نسخوں میں "اکلوتا
بیٹا" ہے:۔
(۱) پانچویں صدی کا نسخہ سکندریہ (یونانی میں)
(۲) لاطینی نسخہ "ولگاٹا" (VULGATA)
(۳) ابتدائی متن پر مشتمل سریانی نسخہ
ان تینوں نسخوں میں یسوع کے لئے "اکلوتا بیٹا" کا
خطاب ہے۔
نیو انگلش بائیبل کے حاشیہ پر ہے کہ بعض
نسخے ایسے بھی ہیں کہ ان میں نہ "بجائے خود خدا"

کے الفاظ ہیں نہ اکلوتا بیٹا بلکہ "صرف ایک شخص" "Only one" کے الفاظ ہیں۔

لیمزا نے جس سریانی نسخہ کو پیش نظر رکھا ہے اس میں یوں لکھا ہے

چارلس کٹلر ٹوری نے "فورگاسپل" میں جو نسخہ پیش نظر رکھا ہے اس میں "مولود ابن اللہ" ہے

ان نسخوں کے پیش نظر اب عقیدے کا ارتقاء بالکل واضح ہے۔ اصل بات تو صرف اتنی تھی کہ خدا کو ایک تر ستادہ نے ظاہر کیا۔

- خدا کو پلوٹھے بیٹے نے ظاہر کیا۔
- خدا کو اکلوتے بیٹے نے ظاہر کیا
- خدا کو خداوند مولود نے ظاہر کیا۔ یا مولود
- ابن اللہ نے ظاہر کیا۔
- خدا کو اس نے ظاہر کیا جو بجائے خود خدا ہے

یہ سب بعد کا ارتقاء ہے۔

اب فرمایئے؟ کون سی بات مانیں کون سی نہ مانیں ؎

"شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیرہا"

والا معاملہ ہے۔

ـــــــ (۲) ـــــــ

ییل یونیورسٹی کے پروفیسر السنہ سامیہ پروفیسر ٹوری (CHARLES CUTLER TOREY) ایک ایسے مستند عالم ہیں کہ جن کے نظریات کو بڑی وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ پیکس کومنٹری کے جدید ایڈیشن (۱۹۶۳ء) میں لکھا ہے:۔

"پروفیسر موصوف نے یہ نظریہ پیش کیا کہ انجیل یوحنا یونانی میں نہیں بلکہ ارامی زبان میں ترتیب دی گئی۔ اس کا آغاز ارامی اشعار سے ہوتا ہے۔ جب اس کا یونانی ترجمہ ہوا تو یہ دیباچہ جو کہ ایک نظم پر مشتمل تھا اس میں نثری عبارتوں کا اضافہ ہو گیا۔ ان عبارتوں میں آیت نمبر ۱۸ بھی شامل ہے۔"

(دیکھیں بائیبل کومنٹری 7۔۹۹ ۱۹۶۳ء)

لیجئے قصہ پاک ہوا۔ الوہیت مسیحؑ اور تجسیم خدا اور پھر اضافے پر اضافے کا سلسلہ شروع ہو گیا جس کی تفصیل گذر چکی۔

کیتھولک بائیبل کا اردو ترجمہ جو کہ لاطینی نسخہ "ولگیٹ" کے مطابق ہے وہ تو ہم بھول ہی گئے اس میں ترجمہ بایں الفاظ ہے:۔

"خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ خدائے مولود وحید جو باپ کی گود میں ہے۔ اسی نے منکشف کیا ہے"

(یوحنا ۱۸/۱ کلام مقدس مطابق اصلی متن ترجمہ مصححہ۔ "مطبوعہ سوسائٹی آف سینٹ پال روما ۱۹۵۸ء)

یہ ایک نئی صورت ہے۔ "خدائے مولود وحید" برکت اللہ خان صاحب کی خدمت میں مؤدبانہ گزارش

ہے کہ دعویٰ اور دلیل الہامی کتاب سے دینا اہل مذاہب کے لئے شرط اول ہے۔ یہاں تو دعویٰ ہی غیر متعین ہے دلیل تو ہم بعد میں لانے کے لئے کہیں گے الوہیت مسیحؑ کی بنیادی آیت متن انجیل کا حصہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کون سی صورت قابل قبول ہے؟ محرّفہ صورتیں کون سی ہیں؟ جب تک آپ اپنے دعویٰ کو انجیل سے ثابت نہ کریں۔ آپ کے دلائل کون سنے گا؟ اگر دعویٰ انجیل سے ثابت ہو گیا تو پھر یہ عرض کریں گے کہ اس دعویٰ کے دلائل لائیے۔ کیونکہ الہامی کتاب کے لئے ضروری ہے کہ دعویٰ اور دلائل دونوں مہیا کرے۔ ٥٥

(آٹھویں قسط)

سفرنامہ

——— جناب حسن محمد خان عارف ربوہ

کینیڈا کی سیر

بڑی شاہراہیں اس طرح پر ڈیزائن کی گئی ہیں کہ اگر آپ ان پر سفر کریں تو خواہ سو میل تک چلے جائیں آپ کو اپنی موٹر کہیں روکنی نہیں پڑے گی۔ شہر جسے یہاں پر DOWN TOWN کہتے ہیں ہمارے گھر سے قریباً ۲۴ میل تھا۔ ہم گھر سے نکل کر جب شاہراہ پر آتے تو ٹھیک ۲۴ منٹ میں ہم شہر پہنچ جاتے۔ راستہ میں کہیں کوئی رکاوٹ نہ ہوتی۔ سولہ سولہ کاریں اس سڑک پر چل رہی ہوتیں لیکن کسی موڑ یا چوراہے پر کوئی روک نہ تھی۔ ایک دن ایک بہت بڑی سڑک پر ہم جا رہے تھے۔ جاوید نے مجھے بتایا کہ یہ سڑک تجرباتی طور پر تیار کی گئی ہے۔ اس پر تارکول کے ساتھ ربڑ بھی استعمال کیا گیا ہے اور یہ تجربہ کیا جا رہا ہے کہ اس قسم کی سڑکیں کتنے عرصہ میں خراب ہو جاتی ہیں۔ تو سچ پوچھیں تو اس سڑک پر موٹر چلتی ہوئی یوں معلوم ہوتی تھی گویا پانی پر تیرتی ہوئی چلی جا رہی ہے۔

رات کو سڑکوں کا سماں عجیب ہوتا تھا کہ رات پر اندھے یا ہلکی روشنی کے بلب نہیں لگائے جاتے تھے۔ مرکری بلب، ٹیوبیں۔ سنہری روشنی والے بلب، ہلکی سبز روشنی والی ٹیوبیں استعمال کی جاتی تھیں۔ جس سے سڑک جگمگا اٹھتی تھی۔ اگر سڑک سیدھی ہوتی تو ——— یہ روشنیاں دور تک نظر آتیں اور بڑا پر بہار سماں ہو جاتا۔ بعض اوقات کسی موڑ پر مڑتے یا کسی اونچے سے پل پر سے گزرتے تو شہر کا کچھ حصہ دور تک نظر آتا اور ہزاروں کا تو شمار قطار ہی نہیں، لاکھوں بتیاں جلتی ہوئی نظر آتیں یوں گمان ہوتا کہ یہ دنیا نہیں پرستان ہے۔ جی چاہتا کہ یہاں موٹر کھڑی کر کے اس نظارہ کو دیکھتے ہی جاؤ۔ بلکہ میں نے تو چند مرتبہ ایسا کیا بھی کہ چلتے چلتے فرید سے کہا کہ ٹھہرو یہاں سے شہر کا نظارہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ فوراً موٹر کنارے کر لیتا اور ہم دیر تک ان روشنیوں سے لطف اندوز ہوتے۔

ٹرک اتنے بڑے بڑے بھی چلتے ہوئے دیکھے کہ جن کے اٹھائیس پہیے ہوتے اور وہ اسی رفتار سے چلتے جس رفتار سے کاریں چل رہی ہوتیں۔ سیمنٹ

بجری کے مکسر بھی دیکھے یہ بھی ٹرکوں پر لدے ہوتے اور آپ اسے مبالغہ نہ سمجھیں کہ کینیڈا کے مکسر یہاں کے بڑے سے بڑے سیمنٹ مکسروں سے (جو یہاں آپ نے کبھی بلڈنگوں کے پاس کام کرتے دیکھے ہوں گے) اگر بارہ نہیں تو پانچ چھ گنا ضرور ہوتے تھے۔ ہمارے یہاں کے مکسر گندے نظر آتے ہیں۔ سیمنٹ ریت بجری ان پر بھی نظر آتی ہے لیکن وہ صاف ستھرے چمکتے منڈھے نظر آتے۔ ٹرک چلا جا رہا ہے اوپر مکسر فٹ کیا ہوا ہے اور مزے مزے میں گھوم رہا ہے۔

پیٹرول تین قسم کا ملتا ہے۔ ریگولر، لیڈ فری، اور سپر (Super) لوگ عام طور پر ریگولر پیٹرول استعمال کرتے ہیں۔ پیٹرول پمپ پر آپ پیٹرول دو طریق سے لے سکتے ہیں خواہ مقدار کے حساب سے لیں خواہ قیمت کے حساب سے۔ پیٹرول پمپ میں دونوں میٹر چلتے ہیں مقدار والا بھی اور قیمت والا بھی۔ مثلاً آپ نے ۴ گیلن پیٹرول لینا ہے تو آپ پیٹرول والے سے کہیں گے کہ ۴ گیلن ریگولر۔ وہ آپ کو ۴ گیلن ریگولر پیٹرول ڈال دے گا۔ مشین پر نہ صرف ۴ گیلن کی مقدار آئے گی بلکہ اس کی صحیح قیمت بھی مشین پر آ جائے گی یا پھر آپ قیمت کے لحاظ سے لینا چاہیں تو پیٹرول والے سے کہہ دیں کہ ۵ ڈالر کا ریگولر۔ مشین نہ صرف ڈالر دکھائے گی بلکہ گیلن بھی ساتھ کے ساتھ بتا دے گی۔ گزشتہ ستمبر میں اس کا بھاؤ ۷۲ سنٹ سے بڑھ کر ۸۰ سنٹ ہو گیا۔ ملک سیخ پا ہو گئی کہ پیٹرول کمپنیوں نے قیمت بڑھا کر ان کی کمر توڑ دی ہے۔ یہاں پاکستان میں میرے پاس کار تو نہیں اس لئے پیٹرول کے اصلی بھاؤ کا بھی پتہ نہیں۔ سنا ہے کہ ۱۶ روپے فی گیلن ہے یعنی کینیڈا سے تقریباً دوگنا مہنگا۔

بعض پیٹرول پمپ ایسے بھی تھے جو سیلف سروس کے طور پر کام کرتے تھے وہاں سے آپ خود جتنا چاہیں پیٹرول بھر لیں۔ ایسی جگہوں پر چند سنٹ پیٹرول سستا ملتا تھا۔ اکثر جز رس لوگ انہی پمپوں سے پیٹرول خریدتے اور یہ چند سنٹ بچا لیتے۔ ایسے پمپوں پر اگر آپ خریدیں تو جتنی قیمت کا آپ نے پیٹرول خریدا ہے اُس کی رقم میٹر کے ذریعہ پمپ پر نظر آ جاتی ہے لیکن ساتھ ہی یہی میٹر دفتر میں بیٹھے کلرک کے کمرے میں اُس کی میز پر بھی چل رہا ہوتا ہے جب آپ اس کی قیمت دینے وہاں جاتے تو اسے ہرگز دقت نہ ہوتی کہ آپ نے کتنے کا پیٹرول لیا ہے۔ وہ بڑی آسانی سے اپنے میٹر پر یہ دیکھ لیتا کہ آپ نے اتنے ڈالر کا پیٹرول لیا ہے۔ ایک دن جاوید نے اس قسم کے ایک پمپ سے ۵ ڈالر کا پیٹرول لیا اور جب قیمت دینے گئے تو کیشیئر صاحب فرمانے لگے۔ "جناب ایک سنٹ اور دیجئے!"

دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ایک سنٹ کا پیٹرول زائد پڑ گیا تھا جو جاوید تو پمپ پر دیکھ نہ سکا لیکن کیشیئر کو میٹر پر نظر آیا اور یہ سنٹ بھی دینا پڑا۔

وہاں بعض کاریں دیکھیں جن پر ٹیلیفون لگے ہوئے تھے۔ آپ کار میں بیٹھے بیٹھے اپنے گھر یا جسے چاہیں فون کر سکتے ہیں ادھر تو اور بعض کاروں میں

V.I.P لگے دیکھے۔ الغرض عیاشی کی انتہا ہے۔

یہاں پر کاریں دھونے کا انتظام بھی بعض پیٹرول پمپوں پر دیکھا۔ کار دھل دھلا کر صاف ستھری ہو کر ایک منٹ کے اندر اندر تیار کر دیتے ہیں۔ اس کی تفصیل بھی سن لیں۔ آپ کو اپنی کار ایک چھوٹے سے برآمدے کے سامنے لے جانا ہوگی اس برآمدے میں بڑے بڑے برش لگے ہوئے ہیں جو تیزی سے گھوم رہے ہیں۔ دو برش دونوں پہلوؤں میں اور ایک برش چھت سے لٹکا ہوا گھوم رہا ہے اور چھت پر سے صابن ملا پانی گر رہا ہے۔ آپ اپنی کار اس برآمدے میں زمین پر چادر کی لگی ہوئی دو پٹیوں پر کھڑی کر دیتے ہیں۔ یہ پٹیاں آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہی ہیں۔ ساتھ ہی آپ کی کار بھی آگے بڑھتی ہے اور جونہی ان برشوں کی زد میں آتی ہے تو ان کی رگڑ سے پانی اسے باہر سے بالکل صاف شفاف بنا دیتا ہے۔ چند فٹ آگے چل کر یہ برش اسے سادہ پانی سے دھوتے ہیں آگے چند فٹ چل کر تیز گرم ہوا نکل رہی ہوتی ہے اور جتنی دیر میں آپ کی کار باہر آتی ہے اتنی ہی دیر میں یہ کار خشک ہو کر چلانے کے قابل ہو جاتی ہے اس دھلائی کی اجرت چالیس سنٹ کے قریب تھی یہ بھی سنا تھا کہ اگر اس پیٹرول پمپ سے ایک خاص مقدار میں پیٹرول خریدیں تو کار مفت میں دھو دیتے ہیں۔

امارت کے ٹھاٹھ ملاحظہ ہوں۔ جاپان کی ٹویوٹا کار کمپنی نے ٹی وی پر اشتہار دینا شروع کیا کہ ہم تین دن میں پانچ ہزار کاریں فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ جو خریدنا چاہیں وہ بلا تاخیر ٹویوٹا کمپنی کی دکانوں پر اپنا آرڈر بک کرا دیں۔ کار بہت سستی بک رہی ہے دن میں کئی بار یہ اشتہار دکھایا جاتا تھا اور تین چار دن تک مسلسل اس کی اشتہار بازی ہوتی اور واقعی تین دن میں جاپانی پانچ ہزار کاریں بیچ کر اپنے پیسے کھرے کر کے چلتے بنے۔ اب آپ اندازہ کر لیں کہ فی کار اگر پانچ ہزار ڈالر بھی ہو تو پانچ ہزار کاروں کی قیمت ڈھائی کروڑ ڈالر ہوئی۔ اپنے ملک کا سکہ اگر لگایا جائے تو پچیس کروڑ روپے کا ہیر پھیر ایک ہی کمپنی نے تین دن میں کر ڈالا۔

ٹورنٹو میں ایک کمپنی ہے۔ ٹی ٹی سی۔ اس کا مطلب ہے "ٹورنٹو ٹرانسپورٹ کمپنی" اس شہر کی پبلک ٹرانسپورٹ ساری کی ساری اس کمپنی کی ملکیت ہے۔ اس شہر میں بسیں بھی چلتی ہیں۔ ٹرام بھی چلتی ہے ہے اور زمین دوز گاڑی بھی چلتی ہے۔ اور یہ سب ٹی ٹی سی کی ملکیت ہیں۔ بس میں بیٹھ کر اگر آپ ٹکٹ لیں تو یہ ٹکٹ آپ کو ۵۰ سنٹ کا ملیگا یعنی نصف ڈالر کا۔ اور یہی ٹکٹ آپ کو بازار میں عام دکانوں پر بھی مل جائے گا۔ اور دس ٹکٹوں کی گڈی چار ڈالر میں یعنی ۴۰ سنٹ میں ایک ٹکٹ۔ اس ٹکٹ کے ساتھ اگر آپ اس سمت میں شہر کے ایک کونے سے دوسرے کونے پر جانا چاہیں تو بلا روک ٹوک جا سکتے ہیں اور اگر آپ ٹکٹ لے کر اگلے ہی سٹاپ پر اتر گئے تو ٹکٹ ختم۔ اگر آپ مشرق میں جا رہے ہیں اور بس کسی ایسے مقام کی طرف پہنچ کر دوسری طرف مڑ جاتی

ہے اور اسی جگہ زمین دوز ریلوے مشرق کی طرف جا رہی ہے تو آپ اسی ٹکٹ سے زمین دوز گاڑی پر بیٹھ جائیں اور اگر یہ گاڑی بھی ایک مقام پر پہنچ کر دوسری طرف مڑ جاتی ہے جہاں آپ نے نہیں جانا تو آپ یہاں اُتر جائیں اور اگر یہاں آپ کو ٹرام اُسی سمت کو جاتی ہوئی مل جائے تو اسی ٹکٹ سے آپ ٹرام میں بیٹھ سکتے ہیں۔ زمین دوز گاڑی کو یہاں "سب وے" کہا جاتا ہے۔ ٹکٹ گاڑی یا بس میں نہیں ملتا۔ باہر عام دکانوں سے ملے گا۔ بس میں اگر آپ بغیر ٹکٹ کے داخل ہوں تو ڈرائیور کے ڈبہ میں نقد ۵۰ سنٹ ڈالنے پڑتے ہیں۔ بس میں دو دروازے ہوتے ہیں ایک داخل ہونے کا دوسرا باہر جانے کا۔ اندر جانے کے لئے ڈرائیور کے پاس سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے۔ اس کے پاس ایک ڈبہ رکھا ہوتا ہے آپ اپنا ٹکٹ اس میں ڈال دیں یا ۵۰ سنٹ۔ اگر آپ کے پاس ۵۰ سنٹ کا سکہ نہیں ہے تو آپ کو بس میں سوار نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ بس میں کھلے پیسے نہیں ملیں گے۔ ڈبہ میں نقدی یا ٹکٹ ڈالنے کے بعد ڈرائیور ہر مسافر کو ایک ٹکٹ دیتا تھا جسے ٹرانسفر کہا جاتا تھا۔ یعنی اگر آپ کو اسی سمت میں دوسری بس یا سب وے میں جانا ہے تو پھر وہ ٹرانسفر استعمال کیا جا سکے گا۔ بس سے نکلنے کے لئے درمیان میں ایک دروازہ ہوتا ہے جو بس کھڑی ہوتے ہی کھل جاتا ہے اور اترنے والے مسافر اسی دروازے سے اتر جاتے ہیں اور بس چلتے ہی یہ دروازہ بند ہو جاتا ہے۔

یہاں پر ہارن بجانا سخت منع ہے۔ اگر آپ نے کسی موٹر کو ہارن دے دیا تو وہ تو اسے غلیظ قسم کی گالی سمجھے گا۔ اور آستین چڑھا کر آپ کے ساتھ لڑنے مرنے پر تیار ہو جائے گا لیکن اگر کوئی دولہا دلہن کسی کار میں رخصتی کے بعد گھر جا رہے ہوں تو وہ کار خوب ہارن بجاتی ہوئی جاتی ہے گویا ہارن نہ ہوا نفیری ہو گئی۔

یہاں پر سردیوں میں گرمیوں والے ٹائر استعمال نہیں کئے جاتے بلکہ دوسری قسم کے ٹائر استعمال کئے جاتے ہیں جنہیں SNOW TYRES کہا جاتا ہے۔ عام ٹائر برف پر بہت جلد پھسل جاتے ہیں اور حادثہ کا احتمال رہتا ہے۔ اس لئے سردی میں کاروں کے پہیوں پر SNOW TYRES چڑھا لئے جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود برف پر کار چلانے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر خدانخواستہ یہ ایک مرتبہ پھسل جائے تو پھر نہ بریک کام کرتی ہے اور نہ کوئی اور الٹا سیدھا طریق کام آتا ہے۔ اللہ ہی حافظ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جاڑوں میں کاریں لوگ نسبتاً کم رفتار پر چلاتے ہیں۔ ہر کار ایئر کنڈیشنڈ تو نہیں ہوتی۔ البتہ ہر کار میں گرم کرنے کا انتظام ضرور ہوتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو صبح کے وقت کار اسٹارٹ ہی نہ ہو۔ اس لئے سب سے پہلے کار کو گرم کیا جاتا ہے پھر کار کو نکالتے ہیں۔ سکوٹر یا موٹر سائیکل جس تعداد میں ہمارے ملک میں چلتے ہیں، کینیڈا میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں بعض نوجوانوں کو اس پر پھرتے دیکھا شاید شوقیہ ہی چلا رہے ہوں لیکن یہ سواری وہاں عام بالکل نہیں۔

موٹر سائیکل پر سواری کرنے والے کے لئے سر پر خاص قسم کی ٹوپی جسے "helmet" کہتے ہیں پہننی ضروری تھی ورنہ چالان ہو جاتا تھا۔

چند سال گزرے کہ یورپ اور امریکہ میں یہ رواج بڑا عام ہو گیا تھا کہ اگر کوئی پیدل جا رہا ہے اُسے سواری نہیں ملی تو اس طرف جانے والی کار کو اشارہ کر کے روک لیتے تھے اور کار والے سے درخواست کر کے اُسکی کار میں بیٹھ جاتے اور جہاں تک کار والا جا رہا ہوتا وہاں تک تو چلے ہی جاتے۔ سیاحوں کے لئے تو یہ عام مشغلہ تھا۔ اور اس طریق سے سیاح سینکڑوں میل بغیر پیسہ خرچ کئے چلتے چلے جاتے اور کار والے کا بھی کوئی نقصان نہ ہوتا۔ وہ تو اُس سمت کو جا ہی رہا ہوتا اُسے ایک زائد آدمی بٹھانے سے کوئی نقصان نہ ہوتا۔ اور وہ اسے بٹھا لیا کرتا تھا۔ لیکن کچھ عرصہ سے بعض چوروں اور ڈاکوؤں نے اس طریق سے ناجائز فائدہ اٹھانا شروع کر دیا۔ اشارہ کر کے کار رُکوا لی اور بیٹھ گئے لیکن کار کے چلنے پر کار والے کی گردن پر اگر وہ تنہا ہوتا تو پستول کی نالی رکھ دی کہ میاں جی جو نقدی ہے وہ حوالے کر دو۔ گھڑی وغیرہ اُتروا لی۔ بعض اوقات تو مالک کو کار سے اتار دیا اور کار ہی لے کر چل دیئے۔ اوباش لڑکیوں نے یہ طریق شروع کیا کہ کسی کار کو روکا اس میں بیٹھیں اور جب کار چل پڑی تو ڈرائیور سے مطالبہ کیا کہ بھائی صاحب یا تو اتنی رقم دے دو اور یا پھر میں شور مچاتی ہوں کہ تم مجھ سے زیادتی کر رہے ہو یا بھگا کر لے جا رہے ہو۔ شریف لوگ بیچارے ڈر جاتے اور اس مجرمہ کا مطالبہ پورا کر کے جان چھڑاتے۔ میں اپنے چھوٹے صاحبزادے فرید خان کے ساتھ ایک دن کار میں جا رہا تھا کہ راستہ میں دو لڑکیوں نے کار روکنے کا اشارہ کیا لیکن فرید نے کار نہ روکی اور چلتا چلا گیا۔ میں نے اُس سے کہا کہ میاں اگر تم انہیں بٹھا لیتے تو تمہارا کیا بگڑ جاتا؟ تمہارے نامۂ اعمال میں ایک نیکی ہی لکھی جاتی کہ تم نے کسی مسافر کی مدد کر دی تھی۔ کہنے لگا: "ابّو جان یہ لڑکیاں یہاں پر بڑا خطرہ ہیں یونہی کار والوں کو روک کر لوٹ لیتی ہیں" اور پھر اس نے مجھے یہ سارے حالات اور واقعات سنائے بلکہ اُس نے یہ بھی بتایا کہ اب وہاں کی حکومت نے بھی کار والوں کو ہدایت کی ہے کہ اس طرح کسی انجان کو سڑک پر سے اپنی کار میں نہ بٹھایا جائے اور قانونی طور پر اس طریق کو منع کر دیا ہے۔ اس لئے اب عام طور پر لوگ اس طرح راہ چلتوں کو اپنی موٹر میں نہیں بٹھاتے۔

موٹر کی بیٹری تو آپ نے دیکھی ہی ہوگی۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جو کچھ عرصہ کام کر کے ختم ہو جاتی ہے اور آپ کو نئی بیٹری خریدنا پڑتی ہے لیکن میرے دورانِ قیام ایک ایسی بیٹری کا اشتہار بھی دیا جا رہا تھا جسے وہ [illegible] بیٹری کہتے تھے۔ اس میں خوبی یہ تھی کہ جب تک کار آپ کے پاس ہے یہ بیٹری کام دے گی اور اگر کار کے ختم ہونے سے پہلے بیٹری ناکارہ یا خراب ہو جائے تو کمپنی والے اُسے تبدیل کر دینے کے ذمہ دار تھے۔ آپ اپنی خراب بیٹری ان کے پاس لے جائیں وہ بلا چون و چرا آپ کو نئی بیٹری

دے دیں گے ۔ یہ چیزیں تبدیل کرنے کے ایک دو اور
واقعات بھی مَیں نے دیکھے اور عام طور پر بغیر عیب کی
حجت کے ہی چیزیں اگر ناپسند ہوں یا کارآمد ثابت
نہ ہوئی ہوں تو واپس یا تبدیل کر لی جاتی ہیں ۔ ایک دفعہ
میرے چھوٹے بیٹے فرید نے ایک کار ٹیپ ریکارڈر خریدا
جب وہ کار میں فٹ کیا تو اس نے صحیح کام نہ کیا یہ اُس
دکان والے کے پاس گیا اور اسے شکایت کی کہ اس
میں یہ نقص ہے ۔ اُس نے بغیر چون وچرا اسے نیا سیٹ
دے دیا ۔ لیکن تین چار دن کے بعد ہی دوسرا بھی خراب
ہو گیا ۔ وہ پھر اس کے پاس گیا اور شکایت کی تو اس نے
پھر واپس لے لیا اور قیمت واپس کر دی اور کہا کہ وہ
نیا دینے کے لئے تیار نہیں اور اسے وقت نیا دیں گے
جبکہ کمپنی کی طرف سے اس نقص کی وجہ معلوم نہ کر لی
جائے اور اسے دور نہ کر لیا جائے ۔

بڈھوں کو یہاں Old man یا Old lady نہیں کہا جاتا بلکہ کہا جاتا ہے — Senior citizen اور ان بڈھوں اور بڈھیوں کو بسوں میں نصف کرایہ کی رعایت تھی میں نے اپنی بہو بیگم سے کہا:

"بی بی! میں بھی اب بڈھا ہوا ساٹھ کے لگ بھگ ہوں اور ہمارے ملک میں تو اس عمر میں چل چلاؤ کا ہی سامان ہوتا ہے اس لئے مجھے بھی بس والوں سے کہہ کر یہ آدھے ٹکٹ والی رعایت تو دلوا ہی دو!"

تو وہ اس قدر ہنسیں کہ اُن کے پیٹ میں بل پڑ گئے ۔ میں نے وجہ پوچھی تو کہنے لگیں:

"تایا جان جتنے Senior citizen آپ ہیں اس لحاظ سے آئندہ پندرہ برس تک تو آپ کو Senior citizen کا کارڈ نہ مل سکے گا ۔ یہ تو ان غریب بڈھوں کے لئے ہے جو بے چارے چلنے سے عاری ہوں ۔ آنکھوں سے معذور ہوں ۔ ہاتھوں میں رعشہ ہو اور سوٹی کے بغیر چلنا ان غریبوں کے لئے محال ہو ۔"

میں یہ سن کر اللہ تعالیٰ کا بڑا شکر گزار ہوا کہ میں غریب ملک کا غریب باشندہ ساٹھ کے پیٹے میں پہنچ کر بھی اس قابل ہوں کہ اپنے پاؤں چلتا ہوں ۔ آنکھوں میں ابھی روشنی بھی ہے ۔ ہاتھ ابھی نہیں کانپتے اور نہ تھرتھراتے ہیں اور سوٹی ابھی ہاتھ میں نہیں آئی ۔ اور لوگ باگ باوجود میرے اس کمزور اور ناتواں جسم کے مجھے یہ سمجھتے ہیں کہ آئندہ پندرہ برس تک مجھے Senior citizen کا کارڈ نہیں مل سکے گا ۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک!

(باقی آئندہ)

○

"خالد"

آپ کو کیسا لگا ۔ ادارہ کو آپ
کی بے لاگ رائے کا انتظار ہے ۔
خالد کو خوب سے خوب تر بنانے میں
ہم سے تعاون فرمائیں! (مینیجر)

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے

"نشانِ آسمانی"

اس ماہ خدام کے مطالعہ کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "نشانِ آسمانی" مقرر ہے۔ کتاب کا تعارف ہدیۂ ناظرین ہے۔

(مہتمم تعلیم)

کتاب "نشانِ آسمانی" جس کا دوسرا نام "شہادۃ الملہمین" ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مئی ۱۸۹۲ء میں تصنیف فرمائی۔ اس کتاب کا آغاز حضور علیہ السلام نے قصیدہ نعمت اللہ ولی صاحبؒ سے فرمایا اور خصوصاً دو پیشگوئیوں کا مصداق حضور علیہ السلام نے اپنی ذات کو ٹھہرایا:۔

"ا۔ح۔م۔د۔ می خوانم نام آں نامدار می بینم

مہدیؑ وقت و عیسیٰؑ دوراں ہر دو را شہسوار می بینم

دور او چوں شود تمام بکام پسرش یادگار می بینم"

یعنی حدیث لَا الْمَھْدِیُّ اِلَّا عِیْسٰی اور یَتَزَوَّجُ وَ یُوْلَدُ لَہٗ کا مصداق بن کر میں اس زمانے کا مسیح موعودؑ ہوں۔ حضور علیہ السلام نے اس کتاب میں بعض خدا رسیدہ بزرگوں کی حضور علیہ السلام کے بارہ میں پیشگوئیاں اور شہادتیں بیان فرمائی ہیں جن میں سب سے پہلے تقدم زمانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے نعمت اللہ صاحب ولیؒ کی پیشگوئی بیان فرمائی۔ نعمت اللہ ولیؒ ہندوستان کے اولیاء کاملین میں سے تھے ان کا زمانہ ۵۶۵ھ دیوان کے حوالہ سے بتایا جاتا ہے یہ اشعار رسالہ اربعین فی احوال المہدیین میں درج ہیں۔

قصیدہ کی تشریح و توضیح کے بعد حضورؑ نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کہ خدا تعالیٰ اس امت کی اصلاح کے لئے ہر ایک صدی پر ایسا مجدد مبعوث کرتا رہیگا جو اس کے دین کی تجدید کریگا۔ اور ایک عظیم الشان مہدی و مجددؑ چودھویں صدی کے سر پر آئے گا اور مہدی و مسیح دونوں ناموں کا مصداق ہوگا۔ علماء اس کی مخالفت کریں گے اور اس کی تکفیر کریں گے جیسا کہ حجج الکرامہ کے صفحہ ۳۶۳ پر درج ہے۔

دوسری گواہی کریم بخش جمالپوری صاحب کی ہے جنہوں نے نہایت صدق و صفا اور دنیا کی علائق کی پرواہ کئے بغیر سچی شہادت کا بیان کرنا ضروری سمجھا اور کہا۔ خواہ مجھے ایذا دہی اور ظلم و ستم کا نشانہ بنا کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے میں اسی شہادت کی بدولت جو گلاب شاہ مجذوب کی صحبت خاص کے نتیجہ میں مجھے حاصل ہوئی ہیں حضرت میرزا غلام احمد قادیانی کو ہی مسیح موعود تسلیم کرتا ہوں جس کے آنے کا وعدہ گلاب شاہ سائیں جو جمالپور ضلع لدھیانہ کے ایک باخدا انسان تھے۔ نے بیان فرمایا کہ عیسیٰ جوان ہو گیا ہے اور لدھیانہ میں آوے گا اور قرآن کی غلطیاں نکالے گا اور فیصلہ قرآن کے ساتھ کرے گا...... اور مولوی انکار کریں گے...... میں نے

ان سے پوچھا کہ عیسیٰ جوان تو ہو گیا مگر وہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا "بیچ قادیان کے"...... فرمایا کہ وہ عیسیٰ ابن مریم کا جو نبی تھا مر گیا ہے اور وہ عیسیٰ جو آنے والا ہے اس کا نام غلام احمد ہے۔ گلاب شاہ صاحب کرامات بزرگ تھے جن کی اور بھی بہت سی کرامات لوگوں میں مشہور تھیں۔ ان کا مقولہ تھا کہ ہر ایک برکت اللہ اور رسولؐ کی پیروی میں ہے اور گلاب شاہ صاحب کی صحبت کا مجھے یہ پھل ملا کہ حق کی شناخت کر کے طوفان ضلالت سے محفوظ رہا۔ پھر حضور علیہ السلام نے بٹالوی صاحب کی "آسمانی فیصلہ" کتاب پر جرح اور اس کا جواب فرمایا کہ فیصلہ کے لئے ایک سال کی مدت میں تخفیف نہیں ہو سکتی کیونکہ خدا کا کام ہے اگر مولوی صاحب ایک ہفتہ میں کوئی کرامت دکھا سکتے ہیں تو دکھائیں۔ نیز کرامت کا مطالبہ شعبدہ باز کی طرح انبیاء کرام سے نہیں کیا جاتا۔ بلکہ ان کی کرامت خارق عادت ہوتی ہے اور دو پیشگوئیاں حضور علیہ السلام کے بارہ میں جو درج ہیں تم بھی ایسی دو پیشگوئیاں ظاہر کرو اور میری پیشگوئیاں جو تین ہزار کے قریب ہیں کے مقابل اپنی پیشگوئیاں ایک جلسہ مقرر کر کے اس میں بیان کریں یا آئندہ سال پیشگوئیوں کی آزمائش کر لیں۔ سال کے بعد معلوم ہو جائے گا کون مؤید من اللہ ہے اور کون مخذول و مردود ہے۔ یہ بھی نشان کیا کم ہے کہ اس عاجز کے دعویٰ مجدد اور مثیل مسیح ہوتے ہی بفضلہ تعالیٰ گیارھواں برس جاتا ہے۔ پھر تبلیغ رحمانی کے عنوان سے تحریر فرمایا کہ باوجود مولوی صاحبان کے بغض اور عناد کے اللہ تعالیٰ میری تائید و نصرت فرما رہا ہے اور اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ اور یَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُوْحِیْ اِلَیْهِمْ مِنَ السَّمَآءِ کے ذریعہ لوگوں کی توجہ اس عاجز کی طرف پھیر رہا ہے۔

بعد ازاں حق کے طالبوں کے لئے استخارہ کا طریق درج فرمایا۔

پھر شیخ بٹالوی صاحب کے فتویٰ تکفیر کی کیفیت اور اس کے الزامات کے جوابات کے لئے حضور علیہ السلام نے کتاب "دافع الوساوس" کے عنقریب شائع کرنے کا ذکر فرمایا۔ اور پھر مخلص دوستوں کے خطوط کا خلاصہ جواب تحریر فرمایا۔

۵۹

طب و صحت

ہارمون
(HARMONE)

—— جناب مبین الحق خان۔ بولان میڈیکل کالج۔ کوئٹہ

انسانی جسم قدرت کی تخلیق کا حسین کرشمہ ہے یہ ایک مشین ہے اور اس کا ہر عضو مشین کے پرزے کی مانند ہے۔ اس کی کارکردگی کو معمول کے مطابق رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک نظام بنایا ہے۔ اس نظام کے مطابق انسانی جسم میں بغیر نالی کے غدود ہیں۔ جنہیں ہم انڈوکرائینز (ENDOCRINES) کہتے ہیں۔ یہ رطوبت خارج کرتے رہتے ہیں جو ہارمون کہلاتے ہیں۔ ہارمون خاص خاص مقامات پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ غدود سے نکل کر براہ راست خون میں شامل ہوتے رہتے ہیں اور خون کی گردش کے ساتھ ساتھ جسم میں چکر لگاتے رہتے ہیں اور اپنا کام انجام دیتے رہتے ہیں۔ ہارمونز کی اہمیت کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ بعض غدود ایسے ہیں کہ اگر انہیں جسم سے نکال دیا جائے تو انسان کا زندہ رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اکثر ہارمونز انتہائی طاقتور اثرات کے حامل ہوتے ہیں اور ان کی تھوڑی سی مقدار کا گھٹنا یا بڑھنا انسانی جسم پر مضر اثرات ڈال سکتا ہے۔ اس لئے قدرت نے خون میں ان کی مناسب مقدار برقرار رکھنے کے لئے انتظام کیا ہوا ہے۔ یہ دو اصولوں کے تحت ہوتا ہے ایک تو انسانی دماغ ان کو کنٹرول کرتا ہے۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ جب خون میں ان کی مقدار کم یا زیادہ ہو جاتی ہے تو خود بخود اعصاب کے ذریعہ دماغ کو پیغام پہنچتا ہے اور اس کے مطابق ان کی مقدار صحیح حالت میں آجاتی ہے۔

جیسا کہ اوپر ذکر کیا جا چکا ہے ہر ہارمون کے خصوصی اثرات ہوتے ہیں۔ کچھ ہارمون تو انسان کو ہنگامی صورتحال کا مقابلہ کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ بعض خون میں شکر کی مقدار برقرار رکھتے ہیں۔ بعض انسانی جسم کی نشوونما اور نمکیات کا توازن برقرار رکھتے ہیں۔ ان میں سے چند ایک کا تذکرہ ابتدائی معلومات کے لئے مفید ہوگا۔

یہ غدود انسانی جسم میں مختلف جگہوں پر واقع ہیں سب سے اہم دماغ میں ہے جس کو PITUITARY کا نام دیا جاتا ہے اور اس میں سے بہت سے ہارمون خارج ہوتے ہیں جو باقی کے غدود کو کنٹرول میں رکھتے ہیں۔ دو اہم غدود دونوں گردوں کے اوپر پائے جاتے ہیں جنہیں ADRENAL کہا جاتا ہے اور اس میں سے بہت سے ہارمون خارج ہوتے ہیں۔ ایک اہم غدود THIPIRD گردن کے سامنے کے حصہ میں بھی ملتا ہے اور بعض دفعہ بڑھ کر گلہڑ کی شکل میں نظر آتا ہے اس میں سے بھی ایک اہم رطوبت خارج ہوتی ہے جو جسم میں ضروری کام سرانجام دیتی ہے۔

ایک غدود پیٹ کے اندر آنتوں کے درمیان ہوتا ہے

(باقی صفحہ ۴۸ پر)

فاستبقوا الخیرات

- مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کے زیر اہتمام اس وقت میٹرک، ایف اے اور بی اے کے معیار کے ۸۰ کے قریب خدام ٹائپ اور شارٹ ہینڈ سیکھ رہے ہیں۔ امسال ۱۷ خدام نے اپنا نصاب پورا کیا جبکہ ۵ خدام فارغ ہوا چاہتے ہیں ان کامیاب خدام میں سے ۸ سٹینو گرافر باقی ٹائپسٹ لگ چکے ہیں۔ پچھلے دنوں خدام کا ایک امتحان بھی لیا گیا۔ کامیاب ہونے والے خدام میں ۱۴ اگست کو ایک تقریب میں محترم مرزا غلام احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ نے انعامات تقسیم فرمائے۔ اس کے بعد صدر موصوف نے خدام کو نصائح سے نوازا۔ اور دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

- ماہ جولائی میں شدید بارشوں کے دوران مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے شاندار وقار عمل کیا۔ یکم جولائی کو اورنگی ٹاؤن میں ایک گزرگاہ پہ آٹھ فٹ گہرا کھڈ پانچ گھنٹے کام کرکے پُر کیا گیا۔ ۲ جولائی کو اسی علاقہ میں ۵ سو فٹ لمبی دیوار کو مضبوط کیا گیا۔ جس کے گرنے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ ۳ جولائی کو ایک صاحب کے گھر پانی کی زیر تعمیر ٹینکی کی دو گھنٹے تک مرمت کی جاتی رہی جو بارش کی وجہ سے بہہ گئی تھی۔ ۸ جولائی کو اسلام نگر کی دو گزرگاہوں پر ۳ گھنٹے تک وقار عمل کیا اور اسے قابل استعمال بنایا گیا۔ اس میں ۲۵ افراد جماعت کے علاوہ ۸ غیر از جماعت احباب نے بھی شرکت کی ۱۰ جولائی کو گھگھر پھاٹک (کراچی سے ۳۲ میل دور) میں قیادت ضلع کراچی کے تحت ۲۸ خدام نے ایک بند میں پڑ جانے والے شگاف کو مسلسل ۷ گھنٹے کے وقار عمل میں پُر کیا۔

- رحیم یار خان میں ۲۲ جولائی کو مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب وکیل المال اوّل تشریف لائے۔ مقامی خدام نے آپ کا شاندار استقبال کیا۔ محترم چوہدری صاحب نے نماز جمعہ پڑھائی پھر مختلف تقاریب میں شامل ہوئے اور نماز مغرب کے بعد سلائیڈز بھی دکھائیں۔ اس دوران بہت سے احباب نے تحریک جدید کے مالی جہاد میں شمولیت اختیار کی۔

- ۱۵ جولائی کو چک ۳/۵ ضلع جھنگ میں خدام کی تربیتی کلاس ہوئی۔ جس میں نظم، تقریر اور معلومات کے مقابلے ہوئے۔ اس میں سو فیصد خدام کے علاوہ ۵ احمدی اطفال اور ۷ غیر از جماعت بچوں نے بھی شرکت کی۔ آخر میں مکرم نصر اللہ صاحب ناصر مربی سلسلہ نے تقسیم انعامات کے بعد اختتامی خطاب فرمایا۔

- یکم جولائی کو ملالیاں میں مکرم سید احمد علی شاہ صاحب کی زیر صدارت تربیتی کلاس منعقد ہوئی۔ دو گھنٹے کی اس

نشست میں ۸ خدام، ۹ اطفال، ۵ انصار اور ۵ لجنات اور ۳ ناصرات شامل ہوئیں۔ یکم جولائی کو بعد نماز جمعہ مسجد لولہ شریف میں مجلس لولہ شریف، ڈیکہ نسوانہ کی تربیتی کلاس ہوئی۔ اس میں ۱۰ خدام، ۸ اطفال، ۵ انصار اور ۲ غیر از جماعت احباب شامل ہوئے۔

- ترگڑی ضلع گوجرانوالہ میں یکم، ۲۲، ۳۰ جولائی کو خدام کے عام اجلاس ہوئے۔ جن میں مختلف علمی و تربیتی مضامین پڑھے گئے اور تقریریں ہوئیں۔ یکم جولائی کو اجلاس میں ۱۹ خدام، ۳۵ اطفال اور ۷ انصار شامل ہوئے۔ نماز عشاء کے بعد ترجمۃ القرآن کی روزانہ کلاس باقاعدگی سے جاری رہی۔

- موترچہ ۹ اور ۱۰ جولائی کو مجلس خدام الاحمدیہ کتری نے نماز مغرب سے عشاء تک تربیتی کلاس منعقد کی۔ جس میں مکرم لئیق احمد صاحب طاہر متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ نے خدام سے خطاب کیا۔ نیز یکم جولائی اور ۸ اگست کو خدام نے وقار عمل کے ذریعہ مسجد کی صفائی اور شہر کے پانی کے نکاس کا انتظام کیا۔

- ۲۹ جولائی کو گھسیٹ پورہ ضلع فیصل آباد میں خدام کا ماہانہ اجلاس منعقد ہوا۔ نماز جمعہ کے بعد کارروائی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی جس میں جامعہ احمدیہ اور تعلیم الاسلام کالج کے طلباء نے تقاریر کیں۔ آخر میں قائد مجلس کے خطاب کے بعد دعا کے ساتھ اجلاس برخواست ہوا

- ۱۵ اگست کو نماز عشاء کے بعد چک ۲۶۳ گ ب ضلع فیصل آباد میں محترم مرزا محمد الدین صاحب ناز کی زیر صدارت سوا گھنٹے یک جلسہ ہوا جس میں تربیتی امور سے متعلق تقاریر ہوئیں۔ حاضری سو فیصد رہی۔

- ۷ اگست کو سرشمیر روڈ میں خدام کا ایک اجلاس بعد نماز عشاء منعقد ہوا۔ جس میں مکرم عبدالمغنی صاحب زاہد اور مہتمم صاحب اصلاح و ارشاد نے تقریریں کیں۔

- مجلس چک ۶۷ گ ب سنترکہ گڑھ کے تحت تربیتی کلاس منعقد ہوئی۔ جس میں ۷ خدام، ۶ اطفال اور ۲ انصار نے حصہ لیا۔

فہرست تجنید سال ۷۶-۱۹۷۵ء و ۷۷-۱۹۷۶ء

مجالس خدام الاحمدیہ کی طرف سے فہرست تجنید مرکز میں ارسال کرنے کے سلسلہ میں سال ۷۶-۱۹۷۵ء اور ۷۷-۱۹۷۶ء کے اضلاع کے گوشوارے پیش کئے جا رہے ہیں تاکہ اضلاع اپنی ترقی کا جائزہ لے سکیں۔

نام ضلع	۷۶-۱۹۷۵ء		۷۷-۱۹۷۶ء	
	کل تعداد	آمدہ فہرست	کل تعداد	آمدہ فہرست
پشاور	۵	۵	۵	۵
مردان	۱	۱	۱	۱
ہزارہ	۴	۴	۵	۵
ڈیرہ اسمٰعیل خان	۱	-	۱	۱
بنوں	۱	-	۱	-
کوہاٹ	۲	-	۱	-
راولپنڈی	۹	۵	۹	۷
جہلم	۱۴	۸	۱۴	۱۱
کیمبلپور	۲	[illegible]	۲	۱
گجرات	۲۸	۲۳	۳۲	۲۷
سرگودھا	۵۶	۵۴	۵۶	۵۳
جھنگ	۲۰	۲۰	۲۲	۲۲
فیصل آباد	۸۹	۶۹	۸۱	۸۰
میانوالی	۶	-	۵	۴
لاہور	۲۹	۲۸	۲۸	۲۷
سیالکوٹ	۸۶	۶۱	۸۹	۳۸
گوجرانوالہ	۳۵	۱۷	۳۵	۲۵
شیخوپورہ	۵۶	۳۰	۵۸	۳۵

نام ضلع	۷۶-۱۹۷۵ء		۷۷-۱۹۷۶ء	
	کل تعداد	آمدہ فہرست	کل تعداد	آمدہ فہرست
ملتان	۲۳	۳	۲۱	۷
وہاڑی	۱۳	۳	۱۷	۱۰
مظفر گڑھ	۱۵	۱	۱۴	۸
ساہیوال	۱۹	۱۵	۲۲	۱۹
ڈیرہ غازیخان	۱۲	۷	۱۱	۴
بہاولپور	۱۴	۱۰	۱۴	۳
بہاولنگر	۳۰	۱۶	۳۱	۱۱
رحیم یارخان	۱۷	۶	۱۷	۱۱
سکھر	۴	۲	۴	۴
جیکب آباد	۳	۱	۲	۲
لاڑکانہ	۸	۷	۷	۷
دادو	۳	-	۳	۲
خیرپور	۱۳	۴	۱۲	۱۱
نواب شاہ	۲۰	۱۰	۲۲	۱۸
حیدرآباد	۱۷	۱۲	۱۸	۵
سانگھڑ	۶	۴	۶	۴
تھرپارکر	۲۸	۲۶	۲۸	۱۸
کراچی	۹	۹	۹	۹

نام ضلع	۷۵-۷۶ء کل تعداد	۷۵-۷۶ء آمدہ فہرست	۷۶-۷۷ء کل تعداد	۷۶-۷۷ء آمدہ فہرست
کوئٹہ	۱	-	۱	۱
میرپور ۸۷.	۴	۳	۳	۱
کوٹلی	۶	۳	۷	۱
مظفرآباد	۳	-	۳	۲
بدین	۱۰	۸	۹	۶
ربوہ	۱	-	۱	۱
کل میزان	۷۴۳	۴۴۶	۷۲۷	۵۲۵

گوشوارہ انتخاب ۱۹۷۳-۷۴ء و ۱۹۷۵-۷۶ء

نام ضلع	۷۳-۷۴ تعداد مجالس	۷۳-۷۴ تعداد انتخاب	۷۵-۷۶ تعداد مجالس	۷۵-۷۶ تعداد انتخاب
پشاور	۵	۵	۹	۹
مردان	۱	۱	۲	۲
ہزارہ ڈویژن	۵	۵	۹	۸
کیمبلپور	۲	۲	۲	۱
کوہاٹ	۱	۱	۲	۱
بنوں	۱	۱	۱	-
ڈیرہ اسمٰعیل خان	۱	۱	۱	۱
راولپنڈی	۹	۹	۱۰	۱۰
جہلم	۱۴	۱۴	۱۳	۱۲
گجرات	۳۲	۳۲	۳۳	۲۸
سرگودھا	۵۶	۵۶	۵۶	۵۶
میانوالی	۵	۵	۸	۶
فیصل آباد	۸۱	۸۱	۸۰	۶۵
جھنگ	۲۳	۲۳	۲۱	۲۱
لاہور	۲۸	۲۸	۲۹	۲۹
سیالکوٹ	۸۹	۸۳	۸۱	۴۱
گوجرانوالہ	۳۵	۳۵	۳۷	۳۶
شیخوپورہ	۵۸	۵۸	-	۵۷
ملتان	۲۱	۱۸	۲۷	۱۸
ساہیوال	۲۲	۱۹	۲۸	۲۱
مظفرگڑھ	۱۴	۱۴	۱۸	۱۵
ڈیرہ غازیخان	۱۱	۱۰	۱۴	۱۴
وہاڑی	-	-	۱۷	-
بہاولپور	۱۴	۱۴	۱۸	۱۷
بہاولنگر	۳۱	۲۶	۲۷	۲۰
رحیم یارخان	۱۷	۱۴	۱۹	۱۰۰
خیرپور	۱۲	۱۲	۱۲	۷
سکھر	۴	۴	۵	۴
جیکب آباد	۲	۱	۳	۱
لاڑکانہ	۷	۷	۱۰	۸
نوابشاہ	۲۲	۱۷	۲۲	۱۷
حیدرآباد	۱۸	۱۷	۲۰	-

نام ضلع	۷۵-۷۷ تعداد مجالس	۷۵-۷۷ تعداد انتخاب	۷۳-۷۵ تعداد مجالس	۷۳-۷۵ تعداد انتخاب
سانگھڑ	۶	۶	۷	۵
دادو	۳	۱	۳	۱
تھرپارکر	۲۸	۲۸	۳۰	۲۹
بدین	۹	۹	*	×
کراچی	۹	۹	۹	۹
کوئٹہ	۱	×	۱	۱

نام ضلع	۷۵-۷۷ تعداد مجالس	۷۵-۷۷ تعداد انتخاب	۷۳-۷۵ تعداد مجالس	۷۳-۷۵ تعداد انتخاب
کوٹلی	۷	۶	۶	۴
میرپور	۳	۳	۴	۳
مظفرآباد	۳	۲	۲	×
میزان	۷۲۷	۶۸۶	۶۷۹	۵۸۷

"ہارمونز" بقیہ صفحہ ۴۳

اسے لبلبہ کہتے ہیں اس کے دو حصے ہوتے ہیں ایک نظامِ ہضم میں مدد دیتا ہے اور دوسرا ہارمون بناتا ہے یہ ہارمون انسولین کہلاتا ہے اور خون کی شکر کنٹرول کرنے میں اہمیت کا حامل ہے۔

ایڈرینالین۔ گردے کے اوپر واقع غدود سے خارج ہوتا ہے۔ یہ ہارمون جسم کی ہنگامی صورتحال کا مقابلہ کرنے خون کا دباؤ برقرار رکھنے اور شکر کی خون میں مناسب مقدار رکھنے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اس ہارمون کو بوقت ضرورت باہر سے بھی انسانی جسم میں داخل کیا جا سکتا ہے۔

کارٹیسول بھی گردے کے اوپر کے غدود سے نکلتا ہے۔ یہ بھی جسم میں ہنگامی حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے موجود ہے۔ اسی طرح خون کے دباؤ کو معمول کی سطح پر رکھنے کے لئے یہ بھی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ شکر میں خون کی مقدار پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ اسی طرح سوزش کیخلاف جنگ میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس کی کئی مصنوعی قسمیں گئی ہیں جو بہت سے امراض کے علاج میں استعمال ہوتی ہیں

ایلڈوسٹرون بھی ADRENAL سے نکلتا ہے اس کے اثرات گردے پر ہوتے ہیں اور یہ نمکیات کے توازن کو جسم میں برقرار رکھتا ہے۔

تھائی راکسین۔ تھائی رائڈ کا ہارمون ہے یہ انسانی جسم کی نشوونما کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ اگر بچپن میں اس کا نقدان ہو تو بچہ بندر کی مانند رہ جاتا ہے۔ بڑی عمر میں اس کی کمی بڑھاپے کی صورت پیدا کر دیتی ہے۔ اس ہارمون کی زیادتی سے ایک بیماری پیدا ہوتی ہے جس میں جسم کے تمام عوامل تیز ہو جاتے ہیں۔ دل تیز دھڑکتا ہے ہاتھ پیر کانپتے ہیں درجہ حرارت بڑھنے لگتا ہے اور مریض کو بہت پسینہ آتا ہے۔

انسولین۔ یہ لبلبے یا PANCREAS کا ہارمون ہے۔ یہ خون میں شکر کی مقدار پر اثر انداز ہوتا ہے اور اسے مناسب سطح پر رکھتا ہے اس کی کمی ذیابیطس کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے اور زیادتی سے شکر کی مقدار کم ہو جاتی ہے۔ دونوں صورتیں خطرناک ہیں۔ یہ تھا ہارمون کا مختصر تعارف! ■■

شیزان
ک بار نہیں سو بار نہیں
ں تو کہوں گی لاکھوں بار
شیزان کی ہر چیز ہے سب سے مزے دار

MONTHLY **Khalid** RABWAH

IKHA 1356 H.S. —— OCTOBER, 1977 —— Regd. No. L 5830

Editor : HAFIZ MUZAFFAR AHMAD

پھر خدا جانے کہ کب آویں یہ دن اور یہ بہار

4-5-6 نبوت 1356 / نومبر 1977

بروز جمعہ - ہفتہ - اتوار

خدام الاحمدیہ کا تینتیسواں مرکزی سالانہ اجتماع

- ★ شوریٰ
- ★ ذکر حبیب
- ★ علمی مقابلے

آقا کا اپنے خدام سے خطاب

- ★ تلقین عمل
- ★ ورزشی مقابلے
- ★ تقاریر علماء سلسلہ

اجتماع کے مبارک ایام قریب سے قریب تر آ رہے ہیں۔ خدام اپنے اجتماع میں شمولیت کے لئے تیاری فرمائیں۔ مرکز میں کثرت سے آئیں۔ نزدیک والے بھی آئیں اور دور والے بھی آئیں اور الہام " یاتون من کل فج عمیق " کا مصداق بنتے ہوئے شوق اور رغبت اور دلی دعاؤں سے اجتماع میں شرکت فرماویں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا